وقرن فی بیوتکن ولا تبرجن تبرج الجاھلیة الاولیٰ

کشف الغطاء عن تبلیغ النسأء

تالیف

حضرت مفتی سیف اللہ حقانی مدظلہ

رئیس دارالافتاء دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک (پاکستان)

ناشر

ابراھیم یوسف باوا رنگونی ثم تبلیغی

ادارہ اشاعت الاسلام

15-STRATTON ROAD, GLOUSTER
GL1 4HD ENGLAND

P.O. Box No. 4, G.P.O. Nowshera Cantt.
N.W.F.P. Pakistan

فہرست مضامین

مروجہ تبلیغ میں عورتوں کا جانا جائز نہیں

ناشر: ادارہ اشاعت الاسلام ...... برطانیہ

Idara Isha'at al-Islam, 15 Stratton Road, Gloucester GL1-4HD

England (Tel/Fax: 01452-306623 & 0161-227 9011).

عرض ناشر

مستورات کی تبلیغی جماعت

بسم اللہ الرحمن الرحیم............کوئی چار سال پہلے کی بات ہے' ایک مولانا صاحب سے معلوم ہوا کہ......ایک کتاب بہ عنوان مستورات کی تبلیغی جماعت جائز نہیں ہے......پاکستان میں شائع ہوئی ہے۔میں نے نام پتہ حاصل کر کے مصنف کتاب...... حضرت مولانا مفتی سیف اللہ صاحب حقانی دامت برکاتہم کو خط لکھا...... پھر چند بار یاد دہانی کرائی......اسطرح تین سال گذر گئے......نہ کتاب آئی اور نہ کوئی عریضہ......مایوس ہو کر آخری بار یاد دہانی کرائی......اللہ تعالی حضرت مفتی صاحب کو خوب خوب جزائے خیر دے (آمین)......انھوں نے رجسٹری سے سات مضامین پر مشتمل اپنی ایک کتاب ارسال فرمائی اور لکھا کہ میرے پہلے کے کوئی خطوط انکو ملے نہ تھے......کتاب پا کر اللہ تعالی کا شکر اداء کیا اور اسے دیکھ کر دل باغ باغ ہو گیا کہ......اس میں کئی مشہور دار العلوم اور اکابر علماء و فقہاء کے فتوے شامل ہیں۔اس درمیان مجھے اور مقامات سے بھی کئی فتاوی اور تحریریں اس سلسلہ میں دستیاب ہوئیں جو میں نے سب حضرت مفتی صاحب پر بھیج دیں......اور درخواست کی کہ میرے قلب میں اسکی اشاعت کا داعیہ پیدا ہو رہا ہے لہٰذا اسکی اجازت مرحمت عطاء فرمائیں اور ترتیب بھی دیدیں......انشاء اللہ میں اسے چھپوالونگا۔

حضرت مفتی صاحب نے نہ صرف اجازت عطاء فرمائی بلکہ اپنے قیمتی وقت میں سے وقت نکال کر اسکی ترتیب بھی دی...... جسکی نئی کمپیوزنگ کرا کر قارئین کی خدمت میں پیش کیجا رہی ہے۔انشاء اللہ امید ہے کہ یہ مجموعہ مسلمانوں کے ہر طبقہ کیلئے بہت ہی قیمتی ثابت ہو گا......اور مسلمانوں کو اس سے فائدہ ہو گا۔

اظہار تشکر پر یہ عرض کردوں کہ......۱۹۶۰ء میں رنگون برما سے حج و زیارت کی سعادت نصیب ہوئی۔حج کے بعد مدینہ منورہ کی پہلی شب میں (خواب میں) حضور اقدس ﷺ اور سیدنا حضرت ابو بکر و سیدنا حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہما کی زیارت نصیب ہوئی......خواب کی تعبیر یہ آئی کہ اللہ پاک مجھ (ناکارہ و عاصی) سے رسول اللہ ﷺ والا کام لیں گے۔اسکے بعد اللہ تعالی نے مجھ سے اپنے ہی فضل و کرم سے یہ کام لئے۔

۱۹۶۲ء میں...... سب سے پہلے دینی کام...... مروجہ تبلیغی کام سے وابستہ فرمایا...... اور حضرت شیخ الحدیث صاحب مہاجر مدنی رحمتہ اللہ کی مریدی کا شرف حاصل ہوا اور آپ سے خط و کتابت کے ذریعہ خوب استفادہ کیا......

مفتی اعظم برما حضرت مولانا مفتی حافظ قاری الحاج محمود داؤد یوسف صاحب مدظلہ العالی سے والہانہ محبت ہوئی اور حضرت سے خوب خوب استفادہ کیا۔ آپ مجھے بڑے پیار اور محبت سے دین کی نہایت اہم باتیں سکھاتے رہے...... اللہ تعالیٰ انکو خوب خوب جزائے خیر دے آمین۔ اسیطرح دیگر علماء اور صلحاء سے دین سیکھنے کی سعادتیں حاصل ہوتی رہیں...... غالباً انہی دنوں میں برما کے تبلیغی شوریٰ میں ایک فرد کی حیثیت سے رہکر مرکز نظام الدین سے تبلیغی اصول سیکھتا رہا اور حتی الامکان انپر عمل کرتا رہا...... خصوصاً حضرت مولانا محمد الیاس صاحب رحمتہ اللہ کے ملفوظات و مکتوبات اور دینی دعوت کا...... اور تبلیغی نصاب کی کتب کا خوب مطالعہ کرتا رہا...... اسیطرح اور معتبر و مستند کتب بھی دیکھتا رہا۔

...... ۱۹۶۳ء میں اللہ پاک نے مجھ عاصی سے حفظ القرآن کا ایک مدرسہ قائم کروایا...... اور ابتک اس میں سے کوئی ۲۰۰۔۳۰۰ حافظ قرآن ہوئے ہونگے۔ اسکے بعد ایک اور مکتبی مدرسہ بھی قائم کروایا...... جسکا علم ۲۶ سال بعد ہوا جب برما کا دوبارہ سفر ہوا۔

...... ۱۹۶۴ء میں برما کا پہلا ملکی اجتماع ہوا جس کی محنت کیلئے بندہ ایک ساتھی کیساتھ بہت دور تبلیغی سفر میں نکلا ہوا تھا کہ گھر پر والدہ محترمہ رحمتہ اللہ علیہا کی وفات کی اندوہناک خبر آئی...... اور بندہ جنازے میں بھی شریک نہ ہو سکا...... اور جب ہماری تجارت اس تبلیغی کام میں رکاوٹ بنی تو پوری تجارت حکومت کے حوالہ کر دی۔

...... ۱۹۶۵ء میں بندہ تبلیغی چلہ میں اتنا سخت بیمار ہوا کہ جینے کی امید نہ رہی...... یہ چلہ اتنا سخت تھا کہ اسکے مقابلے میں برطانیہ کی دس ہزار چلے آسان ہیں۔ اللہ قبول فرمائے آمین۔

...... ۱۹۶۶ء میں تبلیغی مشورہ کے بعد بندہ کو دینی مکتبی درسی تبلیغی و اصلاحی کتب کی تالیف اور اشاعت کی توفیق اور خدمت نصیب ہوئی...... اور اللہ تعالیٰ نے اس لحاظ سے بہت کام لیا اور اب تک یہ سلسلہ جاری ہے۔ اللہ تعالیٰ تاحیات اخلاص سے جاری رکھے اور شرف قبولیت بخشے آمین۔

...... ۱۹۶۷ء میں ایک تبلیغی سفر سے واپسی کے دوسرے دن ایک معصوم بیٹا وفات پایا۔

...... ۱۹۷۲ء میں حضرت جی مولانا انعام الحسن صاحب رحمتہ اللہ و رفقاء برما تشریف لائے۔ اسی وقت

ہماری حقیقت تبلیغ نامی کتاب شائع ہوئی تھی ...... حضرت جی نے اسے پسند فرمایا اور مانگ کر لے گئے ...... حضرت شیخ الحدیث صاحب رحمتہ اللہ نے اس کتاب کا ذکر اپنی کتاب میں فرمایا ہے۔

...... ۱۹۷۲ء (اسی سال) بندہ نے برما چھوڑا اور ہندوستان میں میرے شیخ حضرت شیخ الحدیث صاحب رحمتہ اللہ سے پہلی بار ملاقات کا شرف حاصل ہوا اور حضرت نے بڑی شفقت فرمائی...... جب مرکز نظام الدین پہنچا تو حضرت جی نے بڑا اکرام واحترام فرمایا اور اپنے ہاتھ مبارک سے روٹیاں توڑ توڑ کر دی تھیں ...... اسیطرح الحمد للہ...... دیگر علماء اور فقہاء و صلحاء کی زیارت اور ملاقات کا شرف حاصل ہوا...... اور وہیں سے حج و زیارت بھی نصیب ہوئی۔

...... ۱۹۷۳ء میں بندہ اپنے کام کے سلسلے میں برطانیہ پہونچا۔ ارادہ تھا کہ دو ایک مہینے میں واپسی ہو گی ...... لیکن اللہ تعالی کو کچھ اور ہی منظور تھا اور یہاں رہنے پر مجبور ہوا (برمی پاسپورٹ کی میعاد ختم ہو چکی تھی)۔ حضرت اقدس مولانا سید محمد اسعد مدنی صاحب مدظلہ العالی نے مشورہ دیا کہ میں یہیں قیام کروں...... (حضرت شیخ الحدیث صاحب کی وفات کے بعد حضرت والا مدظلہ سے بیعت ہوا...... جو میرے حق میں بہت ہی بہتر ثابت ہوا)۔

...... ۱۹۷۷ء میں بچے آئے تو سب سے پہلے خادم زادے حافظ محمد اقبال و حافظ محمد بلال سلمہم کو تکمیل تعلیم کیلئے سہارنپور بھیج دیا...... اور ہماری پانچ بچیوں کو لیکر گھر ہی پر برطانیہ کا سب سے پہلا اور پورے وقت کا خالص دینی مدرسہ شروع کیا...... اور از خود انکی تعلیم و تربیت کرتا رہا...... اور اسی کی پر زور لسانی و تحریری دعوت بھی مسلمانوں کو دی کہ ...... مسلمان یہاں رہنا چاہتے ہیں اور اپنی اولاد و نسل کو دین و ایمان کیساتھ یہاں بسانا چاہتے ہیں تو...... پورے وقت کے اسلامی سکول اور مدارس قائم کریں...... اللہ پاک نے یہ دعوت قبول فرمائی...... اور آج کوئی ۵۰ اسلامی سکول اور مدارس قائم ہو چکے ہیں۔

دوسری بڑی نعمت یہ نصیب ہوئی کہ ہماری بچیاں نہ سکول کالج گئیں نہ مدرسۃ البنات ...... گھر ہی پر سب کی تعلیم و تربیت ہوئی اور ...... الحمد للہ ثم الحمد للہ...... سب حافظ قرآن اور تربیت یافتہ ہوئیں ...... اللہ تعالی نے اپنے ہی فضل و کرم سے یہ دو عظیم کام لئے ہیں ...... شاید اسی لئے مجھ عاصی کو یہاں قیام کرایا ہے...... جسکا کسی طرح شکر اداء نہیں کر سکتا۔ ہمارے علم کے مطابق یہ دو عظیم نعمتیں ...... (۱) اولاد کو اللہ کے دشمنوں اور مغضوب علیہم کے لعنتی اور جانور سے بدتر بنانے والے سکول و کالج سے بچانا اور ...... (۲) بچیوں کی گھر پر تعلیم و تربیت کرنا ...... کسی تبلیغی کو نصیب نہیں ہوئی ہے چاہے وہ ہر سال

مستورات کی جماعت میں چلہ تین چلہ لگا رہا ہو۔
باوجودیکہ بندہ سچا اور پکا تبلیغی ہے......اہلیہ اور بچیوں کو
مستورات کی جماعت میں لیجانے کیلئے کبھی شرح صدر نہ ہوا۔

اور یہ کیسے ہوتا......جبکہ نہ حضرت شیخ الحدیث اور نہ کسی حضرت جی رحمہم اللہ نے ایسا کیا ہے......اور نہ ہی قرون اولی میں اسکا رواج تھا......بلکہ سیدنا حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالی عنہ نے اپنی خداداد نور بصیرت سے......وہ سلسلہ بھی بند کرا دیا جو حضور ﷺ اور سیدنا حضرت ابوبکر کے دور میں مسجد نبوی میں جا کر حضور ﷺ سے اور اکابر صحابہ کرام سے تعلیم کرنے کا تھا......اور اسکے ساتھ ساتھ عورتوں کو مسجد نبوی میں نماز پڑھنے کا اجر ۵۰ ہزار گنا زیادہ بھی ملتا تھا۔اسی لئے اکابر علماء و فقہاء مستورات کی تبلیغی جماعت کو ناپسندہ۔ غیر مطلوب۔بدعت۔ خطرناک۔ فتنہ اور ناجائز و حرام فرماتے ہیں۔

......سراسر خیر اسی میں ہے کہ یہ سلسلہ اور کام فوراً بند کرا دیا جائے......چاہے لاکھ فائدے نظر آئے......شریعت کے مقابلے میں نظر و عقل اور طبیعت کے فائدوں کی کوئی حیثیت نہیں رہتی......بادل آئے اور باش برسے، اسیطرح مجھے دکھائی دے رہا ہے کہ یہ سلسلہ بہت ہی خطرناک ثابت ہوگا اور اسکے ساتھ ہی ایک فتنہ عظیم برپا ہوگا۔ عورتوں کی تعلیم کا نظام وہی ہونا چاہیئے جو بزرگوں میں رائج تھا......یعنی گھر کی تعلیم و تربیت۔......

ہماری پہلی دو بچیوں کے حفظ قرآن کا آخری سبق......مسیح الامت حضرت مولانا مسیح اللہ خان صاحب (خلیفہ اجل حضرت حکیم الامت مولانا تھانوی رحمہم اللہ) نے سنا اور بہت خوش ہوئے اور دعائیں دیں......دوسری دو بچیوں کا آخری سبق......حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی صاحب مدظلہ (خلیفہ اجل حضرت شیخ الحدیث مہاجر مدنی رحمتہ اللہ) نے سنا اور دعائیں دیں

☆اور فرمایا: مجھے (بچیوں کی گھر کی تعلیم و تربیت کیوجہ سے) آپ کے خاندان پر رشک آتا ہے☆

حضور اقدس ﷺ کی قربت اور مدینہ منورہ کی برکتیں حاصل کرنے کیلئے آخری بچی نے اپنا آخری سبق حضرت مولانا سعید احمد خان صاحب رحمتہ اللہ کے گھر میں سنایا اور اس پاک سرزمین پر دعائیں لیں......یہاں اس بات کا ذکر کرنا بھی مناسب ہے کہ......اس ۱۹۸۵ء کے عمرہ کے سفر پر مجھے اپنی بچیوں سمیت سعودی کا اقامہ مل رہا تھا۔اس بارے میں، میں نے حضرت مولانا سعید احمد خان صاحب سے مشورہ لیا......حضرت نے فرمایا کہ میرا مشورہ یہ ہے کہ اللہ تعالی نے آپکو برطانیہ کا ایک میدان دیا

ہے اور آپ وہاں دینی و تبلیغی محنت کر رہے ہیں ...... جو آپ یہاں نہیں کر سکتے ...... اسلئے آپ وہیں رہیں اور محنت کرتے رہیں ...... بتوفیق الٰہی میں نے حضرت کا مشورہ قبول کیا اور اقامہ کا ارادہ ترک کر دیا۔

مستورات کی جماعت کے بارے میں ان چند اوراق میں ...... میری مختصر آپ بیتی بھی آگئی ہے ...... اللہ تعالیٰ اسے میرے اور مسلمانوں کے حق میں مفید ثابت کرے آمین ......

بندہ ابراھیم یوسف باوا رنگونی ثم تبلیغی غفرلہ

(مدیر ماہنامہ الاسلام برطانیہ و مرتب فضائل دعاء دو ضخیم جلدوں میں)

(۲۶ شعبان المعظم ۱۴۱۹ھ = ۱۵ دسمبر ۱۹۹۸ء)

اللہ تعالیٰ کا شکر و احسان ہے

کہ اس امت میں ایسے لوگ پیدا فرمائے جن سے انسان عبرت و سبق حاصل کر سکتے ہیں اور اپنی زندگی بھی اسی طرز پر ڈھالنے کی فکر و کوشش کر سکتے ہیں ان خوش نصیب حضرات میں ایک حضرت مولانا حبیب احمد صاحب سنبھلی ہیں جنھوں نے اپنے دونوں بیٹوں کو حافظ قرآن (اور غالباً عالم دین) بنایا اور ماشاء اللہ انکی ساتوں سات بچیوں سلمہم کو بھی گھر پر حافظ قرآن بنایا اور ان کی اہلیہ محترمہ نے تربیت کر کے اس دور میں ایک قابل قدر و فخر خاندان بنانا ہے۔ حضرت مولانا موصوف اور انکی اہلیہ دونوں کا چند ماہ پہلے اللہ کو پیارے ہو گئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ انکو غریق رحمت فرمائے اور امت کو ایسا خاندان بنانے کی توفیق بخشے آمین ...... ادارہ (ت ٦)

ایک اعلان

ان شاء اللہ العزیز

"عورتوں کی تبلیغی جماعت جائز نہیں ہے"

کا دوسرا حصہ

جس میں اکابر علماء و فقہاء کرام کے

درجنوں فتوے اور تحریریں ہونگی

عنقریب شائع کیا جائے گا

(ناشر)

IDARA ISHA'AT AL- ISLAM
15 Stratton Road, Gloucester GL1 4HD,
ENGLAND.

کشف الغطاء عن تبلیغ النساء

(مروجہ تبلیغ میں عورتوں کا نکلنا جائز نہیں)

حضرت مولانا سیف اللہ صاحب حقانی مدظلہ العالی
(استاد حدیث ورئیس دارالافتاء دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک پشاور)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم.. نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

جاننا چاہئے کہ ضرورت کی حد تک دینی تعلیم حاصل کرنا ہر مرد اور عورت پر فرض عین ہے۔حدیث شریف میں ہے طلب العلم فریضة علی کل مسلم (ومسلمة)مسندامام ابی حنیفه رحمه الله تعالی(ص ۳۵ باب فریضةطلب العلم)یعنی ضرورت کی حد تک علم حاصل کرنا ہر مسلمان مرد اور عورت پر فرض ہے۔اور اسکے علاوہ اور بھی بہت سے دلائل نقلیہ اور عقلیہ مذکورہ دعویٰ پر قائم ہیں۔

عورت کیلئے تحصیل علم کیلئے گھر سے باہر نکلنا ناجائز وحرام ہے

اور نفس تبلیغ یعنی نفس امر بالمعروف اور نہی عن المنکر فرض کفایہ ہے امام نووی رحمہ اللہ تعالی شرح مسلم میں فرماتے ہیں۔ثم ان الامر بالمعروف والنهی عن المنکر فرض کفایة اذاقام به بعض الناس سقط الحرج عن الباقین واذاترکه الجمیع اثم کل من تمکن بلاعذرولاخوف. ص ۵۱ ج ۱

یعنی امر بالمعروف اور نہی عن المنکر فرض کفایہ ہے۔جب بعض مکلفین اس کو بجالاتے ہوں تو سب کا ذمہ فارغ ہوگا،اور جب تمام مکلفین اس کو چھوڑ بیٹھیں تو پھر ہر وہ شخص گنہگار ومجرم ہوگا جس نے قدرت کے باوجود بغیر کسی عذر وخوف کے اس فریضہ کو ترک کردیا ہو مگر علم کے فرض عین ہونے کے باوجود عورت کیلئے تحصیل علم کے لئے گھر سے باہر نکلنا حرام اور ناجائز ہے جبکہ ضرورت شدیدہ درپیش نہ ہو۔نفع المفتی والسائل میں ہے۔وقد صرحوا بان الخروج الی مجلس ﴿۱﴾ العلم فی زماننالایجوزلهن. (ترجمہ)نفع المفتی والسائل میں حضرت مولانا عبدالحی لکھنوی رحمہ اللہ تعالی تحریر فرمارہے ہیں کہ حضرات علماء کرام صاف طور پر یہ فرماچکے ہیں کہ ہمارے زمانہ میں عورتوں کیلئے کسی بھی علمی مجلس میں شرکت کیلئے نکلنا جائز نہیں ہے۔ہاں! شدید ضرورت کی صورت ہو تو بامر مجبوری

﴿۱﴾اس حوالہ سے مطلق خروج سے عورت منع کی گئی ہے۔فلیتامل

ضرورت کی حد تک نکل سکتی ہے مثلاً کوئی ایسا واقعہ اس کو پیش آیا کہ اسکا حکم معلوم کرنا ضروری تھا اور زوج جاہل تھا اور نہ زوج (یا کوئی اور محرم) اس مسئلے کو کسی عالم سے زوجہ کیلئے حل کرتا ہے تو ایسی صورت میں عورت کیلئے جائز ہے کہ ضوابط شرعیہ کے پوری پابندی کے ساتھ نکل کر کسی عالم سے اس مسئلہ کا جواب حاصل کرے ای نفع المفتی والسائل میں ہے

الاستفسار۔ امرة احتاجت الى واقعة وزوجها جاهل ولايسئل عن العالم ايضاً فهل لها ان تخرج بنفسها لتسال عنها. الاستبشار نعم اذاامتنع ﴿۱﴾ الزوج من السوال عن العالم وكانت الواقعة ﴿۲﴾ مما احتاجت اليها ولايحصل العلم بها الا بالسوال عن العالم يجوز لها ان تخرج فان طلب العلم فريضة على كل مسلم ومسلمة فى مااحتاج اليه كذا فى فتاوىٰ قاضى خان ص ۱۰۳.

"(ترجمہ) **سوال**: جب کسی عورت کو کسی مسئلہ کی دریافت کی ضرورت پیش آئی ہو اور شوہر نہ خود عالم ہے اور نہ جاکر کسی عالم سے اس مسئلہ کے بارے میں دریافت کرتا ہو تو کیا اس صورت میں عورت کے لئے اس کی گنجائش ہے کہ خود گھر سے نکل کر کسی عالم سے اس مسئلہ کے متعلق پوچھ لے؟ جواب: ہاں! بشرطیکہ شوہر اس مسئلہ کو کسی عالم سے معلوم کرنے سے امتناع وانکار کرتا ہو اور مسئلہ بہت ضروری ہو اور کسی عالم سے بغیر پوچھے یہ مسئلہ معلوم نہ کیا جاسکتا ہو تو پھر عورت کو اس مسئلہ کو معلوم کرنے کے لئے خروج کی اجازت ہوگی کیونکہ ضروری علم کا طلب وتحصیل ہر مسلمان مرد اور مسلمان عورت پر فرض ہے"

تو جبکہ فرض عین کی صورت میں بلاضرورت نکلنا عورت کے لئے جائز نہیں ہے تو فرض کفایہ کی صورت میں بہ طریق اولیٰ جائز نہ ہوگا اور صورت مسئولہ میں ضرورت نہیں۔ لقیام الرجال بالتبلیغ علی اطوار مختلفة (ترجمہ) کیونکہ مرد حضرات فریضہ تبلیغ مختلف انحاج وطرق سے ادا کر رہے ہیں لهذا خواتین کو درمیان میں لانے کی کوئی ضرورت نہیں۔

اور علاوہ ازیں تبلیغ مروجہ بہ طریقہ معروف تو فرض کفایہ بھی نہیں اور جناب نبی کریم ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنھم کا طریقہ بھی نہیں بلکہ یہ حضرت مولانا محمد الیاس رحمۃ اللہ علیہ کا طریقہ مستحدثہ (ایجاد کردہ) ہے ﴿۳﴾ جو کہ عند العلماء مستحسن بھی ہے اور افید بھی لهذا مروجہ تبلیغ میں ان مفاسد کے

﴿۱﴾ اس سے صاف معلوم ہو رہا ہے کہ زوج کے عدم امتناع کی صورت میں عورت کیلئے خروج جائز نہیں۔ فافہم

﴿۲﴾ اس عبارة سے صاف صاف عیاں ہو رہا ہے کہ جب کسی عورت کو کسی مسئلہ کے علم کی شدید ضرورت پیش نہ ہو تو پھر اس مسئلہ کا علم حاصل کرنے کیلئے خروج کی اجازت اس کو شرعاً نہیں ہے۔

﴿۳﴾ اور یہ بالکل آج کے مروج طریق تعلیم جیسا ہے۔ فقط

پیش نظر جو عورت کے خروج کی صورت میں محتمل ہیں۔ خصوصاً بالنظر الی ھذا الزمان (بالخصوص دور حاضر کو دیکھنے کی روسے) عورت کا نکلنا شرعاً جائز نہیں ہے اور نظیر ماذکرنا ایک تو خروج النساء الی الجماعات ہے کہ وہ انہیں مفاسد محتملہ کے پیش نظر شرعاً ممنوع اور ناجائز ہے۔

فتاوی ھندیہ اور شرح تنویر کی عبارات

فتاوی ھندیہ میں ہے۔ وکرہ لھن حضور الجماعة الاللعجوزفی الفجر والمغرب والعشاء والفتوی الیوم علی الکراھةفی کل الصلوٰت لظھورالفساد کذافی الکافی وھوالمختار کذا فی التبیین ص ۸۹ ج ۱

(ترجمہ) عورتوں کے لئے (مسجد جاکر) نماز باجماعت میں شرکت ناجائز ہے البتہ بوڑھی عورت صبح، مغرب، اور عشاء کی نماز باجماعت میں شرکت کرسکتی ہے مگر یہ اس زمانہ کا حکم ہے جس میں فتنہ وفساد ظاہر وموجود نہ تھا اور اس فتنہ وفساد کے زمانہ میں فتویٰ اس پر ہے کہ کسی بھی عورت کیلئے کسی بھی نماز باجماعت میں (مسجد جاکر) شرکت جائز نہیں ہے۔

اور شرح التنویر میں ہے ویکرہ حضورھن الجماعة و لو لجمعة و عید ووعظ مطلقاً و لو عجوزاً لیلاً علیٰ المذھب المفتی به لفساد الزمان صفحہ ۴۱۹ ج اوفی رد المحتار (قوله ولو عجوزاً لیلاً) بیان الاطلاق ای شابة او عجوزاً نھاراً او لیلاً صفحہ ۴۱۸ ج ۱

ترجمہ: فساد زمانہ کی وجہ سے تمام عورتوں کیلئے خواہ وہ بوڑھی ہوں یا جوان اور رات میں ہوں یا دن میں جائز نہیں ہے کہ پنج وقتہ نماز کی جماعت اور جمعہ وعیدین کی نماز کی جماعت میں شرکت کریں اور اسی طرح وعظ ونصیحت کے اجتماع میں ان کی حاضری بھی ممنوع ہے۔

اور علامہ ابن نجیمؒ فرماتے ہیں

قوله ولایحضرن الجماعة لقوله تعالیٰ ﴿۱﴾ وقرن فی بیوتکن الخ و قال ﷺ صلاتھا فی قعر بیتھا افضل من صلاتھا فی مسجدھا و بیوتھن خیر لھن و لانه لایؤمن الفتنة من خروجھن ﴿۲﴾ اطلقه فشمل الشابة و العجوز و الصلاة النھاریه واللیلیة قال المصنف

﴿۱﴾ صاحب بحر کی اس تعلیل عام سے معلوم ہورہا ہے کہ استثنائی صورتوں کے علاوہ عورت کا خروج ممنوع ہے۔
﴿۲﴾ علامہ ابن نجیم فرماتے ہیں کہ چونکہ عورتوں کا خروج فتنہ سے خالی نہیں ہو سکتا اس لئے ان کا خروج ممنوع ہے اور ظاہر ہے کہ یہی وجہ مروجہ تبلیغ میں خروج کی صورت میں موجود ہے لہٰذا یہ بھی ممنوع ہوگا۔ ۱۲ منہ

فی الکافی والفتویٰ الیوم علی الکراهة فی صلاة کلها لظهورلفساد و متیٰ کره حضورالمسجد لصلاة فلان یکره حضور مجلس ﴿۱﴾الوعظ خصوصاً عند هولاء الجهال الذین تحلوا بحلیة العلماء اولیٰ ذکره فخرالاسلام و فی فتح القدیر المعتمد منع الکل فی الکل الا العجائز المتفانیة فی ما یظهرلی دون العجائز المتبرجات و ذوات الرمق ا ه . وقد یقال هٰذه الفتویٰ التی اعتمدها المتاخرون مخالفةلمذهب الامام وصاحبیه فانهم نقلوا ان الشابة تمنع مطلقا اتفاقاً واما العجوز فلها حضور الجماعة عند ابی حنیفة فی الصلاة الا فی الظهر والعصر و الجمعة . وقالا یخرج العجائز فی الصلاة کلها کما فی الهدایة و المجمع و غیرهما . فالافتاء بمنع العجوز فی الکل مخالف للکل فالاعتماد علیٰ مذهب الامام ۔ صفحہ ۵۹، ۳۵۸ج۱

"ترجمہ : دلائل کی رو سے جماعت نماز کیلئے عورتوں کا خروج ممنوع ہے۔(۱)ارشاد خداوندی ہے وقرن فی بیوتکن (اور تم اپنے گھروں میں قرار سے رہو۔)(۲)اور جناب نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ عورت کا گھر کے اندرونی حجرہ میں نماز پڑھنا بہتر ہے اس سے کہ وہ گھر کے صحن میں نماز پڑھ لے اور گھر کے صحن میں عورت کا نماز پڑھنا بہتر ہے اس سے کہ وہ جاکر مسجد میں نماز پڑھے۔اور ان کے گھر ان کیلئے بہتر ہیں (۳)اور تیسری دلیل یہ ہے کہ عورتوں کا خروج فتنہ سے خالی نہیں مصنف (صاحب کنز کے یہ الفاظ عامہ ولایحضرن الجماعۃ(یعنی عورتوں کا جماعت نماز کیلئے گھروں سے نکلنا ممنوع ہے)جوان اور بوڑھی تمام عورتوں کو شامل ہیں،اور اسی طرح یہ عبارت عامہ تمام نمازوں کو شامل ہے،وہ دن میں پڑھی جاتی ہوں یا رات میں۔ تو مصنفؒ کی اس عبارت کا معنی یہ ہے کہ کسی بھی عورت کا کسی بھی نماز کی جماعت کیلئے گھر سے نکلنا جائز نہیں ہے ۔ مصنفؒ نے کافی میں کہا ہے کہ آج فتوٰی اس پر ہے کہ ظہور اور غلبہ فساد کی وجہ سے تمام نمازوں کی جماعت کیلئے عورتوں کا جانا اور حاضر ہونا ممنوع ہے۔اور جب کہ باجماعت نماز کیلئے عورت کا جانا ناجائز ہے تو پھر وعظ (دعوت و تبلیغ) کی مجالس میں جانا بالخصوص ان جاہل لوگوں کے پاس جنہوں نے بزور اور جھوٹ علماء کی شکل اختیار کی ہے بطریقہ اولیٰ ناجائز ہوگا۔ ذکر کیا ہے اس بات کو امام فخر الاسلام نے اور فتح القدیر میں ہے کہ ان وجوہ کی وجہ سے جو مجھ پر منکشف

﴿۱﴾دیکھئے اور غور کر کے انصاف کیجئے کہ صاحب بحر نے قوله و متی کره الی قوله اولی سے مروجہ تبلیغ میں عورتوں کے خروج کی ممنوعیت اور عدم جواز کا فتوٰی دیا ہے یا نہیں ؟

اور ظاہر ہو چکے ہیں، معتمد قول اور مذہب یہ ہے کہ تمام عورتوں کا خروج تمام نمازوں کی جماعت کیلئے ممنوع اور ناجائز ہے۔ البتہ ایسی بوڑھی عورتیں جو محل شہوۃ نہ رہ چکی ہوں ان کا خروج قابل اعتراض نہ ہوگا۔ اور جو بوڑھی عورتیں محل شہوۃ ہوں ان کا خروج جوان عورتوں کے خروج کی طرح ناجائز اور ممنوع ہوگا۔ تا آخر"

یہاں یہ اعتراض کیا جاتا ہے کہ یہ فتویٰ جس پر متاخرین علماء کرام نے اعتماد کیا ہے جناب امام ابو حنیفہ، امام ابو یوسف، اور امام محمد رحمہ اللہ کی مذہب کے مخالف ہے کیونکہ ناقلین مذہب نے نقل کیا ہے کہ جوان عورت کا نکلنا تو بالاتفاق تمام نمازوں کی جماعت کیلئے ممنوع ہے البتہ امام ابو حنیفہ ظہر عصر اور جمعہ کے علاوہ دیگر نمازوں کی جماعت کیلئے بوڑھی عورت کو نکلنے کی اجازت دیتے ہیں جبکہ امام ابو یوسف اور امام محمدؒ بوڑھی عورتوں کو تمام نمازوں کی جماعت کیلئے نکلنے کی اجازت دیتے ہیں۔ لہٰذا بوڑھی عورت کو تمام نمازوں میں منع کرنے پر فتویٰ دینا امام ابو حنیفہ اور صاحبینؒ سب کے مذاہب کے خلاف ہے اس لئے اس سلسلے میں امام ابو حنیفہؒ کے مذہب پر اعتماد کیا جاویگا۔

علامہ شامی نے صاحب بحر کی عبارت وقد یقال الخ نقل کر کے فرمایا ہے۔ قال فی النهر وفيه نظر بل هو ماخوذ من قول الامام وذالك انه انمامنعهالقيام الحامل وهو فرط الشهوة بناء على ان الفسقةلاينتشرون فى المغرب لانهم بالطعام مشغولون وفى الفجر والعشاء نائمون فاذافرض انتشارهم فى هٰذه الاوقات لغلبةفسقهم كمافى زماننابل تحريهم اياهاكان المنع فيهااظهر من الظهر اه قلت ولايحفى مافيه من التوريةاللطيفةوقال الشيخ اسمٰعيل وهو كلام حسن الى الغايه ص۴۱۹ ج۱

(ترجمہ) صاحب نہر نے کہا ہے کہ یہ اشکال مذکورہ درست نہیں ہے وجہ یہ ہے کہ جوان عورت کی طرح بوڑھی عورت بھی تمام نمازوں کیلئے نکلنے سے منع کرنے کا فتویٰ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ ہی کے قول سے لیا گیا ہے۔ اور یہ اس لئے کہ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ نے مغرب عشاء اور فجر میں بوڑھی عورت کو نکلنے کی جو اجازت دی ہے تو اس کی وجہ یہ ہے کہ امام صاحب رحمہ اللہ کے زمانہ کے فسقہ ان اوقات میں اکل و نوم، خوراک و خواب میں مشغول ہونے کی وجہ سے غافل ہوتے اور یہ بات نہ ہوتی تو امام صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ بھی ان اوقات میں اجازت نہ دیتے اور اب ہمارے زمانہ میں چونکہ بات جناب امام صاحب رحمہ اللہ کے زمانہ کے برعکس ہے کہ اب فسق غالب ہے اور فسقہ ہر وقت گھر سے نکلی ہوئی عورت کی فکر میں لگے رہتے ہیں

خصوصاً فجر وعشاء اور مغرب میں لھٰذا امام صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ ہی کے قول سے معلوم ہوا کہ آج کے دور میں تمام اوقات میں تمام عورتوں کے لئے منع کا حکم ہے۔ لھٰذا یہ فتویٰ جس پر متاخرین نے اعتماد کیا ہے مذہب اسلاف کے مخالف نہ ہوا۔

لیجئے بوڑھی عورت کو بھی مطلق خروج کی اجازت نہ دی گئی بلکہ ممنوع ٹھہرایا گیا۔ اور علت انتشار الفسقة لغلبة فسقهم اور تحريمهم اياها (اور علت غلبہ فسق کی وجہ سے فسقہ کا گھر سے نکلی ہوئی عورت کی تلاش میں نکلنا اور اسکی فکر میں سرگرم رہنا) بتایا گیا، تو کیا خیال ہے کہ اگر مروجہ تبلیغ میں عورتوں کا نکلنا بالخصوص (شواب منھن) جوان عورتوں کا شروع ہو جائے تو زمان ھٰذا کے فسقہ وفجرہ ان کی تحری نہ کریں گے، ضرور کریں گے اور اپنے غلط اور ناجائز مقاصد کو پورا کرنے کیلئے تبلیغ مروج میں وقت بھی دیں گے۔ بلکہ دلالی کرنے والی عورتیں اور گٹھ جوڑ کرنے والی فاجر قسم کی عورتیں بہ طور اجرت تبلیغ میں بھجوانا شروع کریں گے تاکہ کسی طرح اپنے ناجائز مقاصد حاصل کریں لھٰذا جس طرح علۃ تحری فسقہ وغیرہ سے عورت کا نماز باجماعت کیلئے نکلنا ممنوع اور ناجائز ہے تو اسی علۃ کی بناء پر کسی عورت کا تبلیغ مروج میں بھی نکلنا ناجائز ہے اور بیان سابق کی تائید علامہ شامی کی درجہ ذیل عبارت سے بصراحت ہو رہی ہے۔

(قوله و يكره خروجهن تحريماً) لقوله عليه الصلاة و السلام ارجعن مازورات غير ماجورات رواه ابن ماجه بسند ضعيف لكن يعضده المعنىٰ الحادث باختلاف الزمان الذى اشار اليه عائشة رضى الله عنها بقولها لو ان رسول الله تعالىٰ ﷺ رأى ماأحدث النساء بعده لمنعهن كما منعت نساء بنى اسرائيل و هذا فى نساء زمانها فما ظنك بنساء زماننا.

"ترجمہ علامہ شامیؒ فرما رہے ہیں کہ درمختار کے اس قول کہ عورتوں کا نکلنا مکروہ تحریمی اور ناجائز ہے کی دلیل جناب نبی کریم ﷺ کا عورتوں سے یہ ارشاد گرامی ہے کہ تم عورتوں کو واپس چلے جانے کا حکم دیا جاتا ہے کہ تم نے گھروں سے نکل کر گناہ کا کام کیا ہے ثواب کا نہیں اس حدیث کو ابن ماجہ نے اگرچہ ضعیف سند کے ساتھ روایت کیا ہے لیکن اس حدیث کی تائید اس انقلاب سے ہو رہی ہے جو اختلاف زمانہ کیوجہ سے عورتوں میں آچکا ہے۔ جس کی طرف ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے عورتوں کو مخاطب کر کے اپنے اس ارشاد گرامی میں اشارہ کیا ہے اگر جناب نبی کریم ﷺ عورتوں میں یہ انقلاب دیکھتا جو آج عورتوں میں رونما ہوا ہے تو جناب نبی کریم ﷺ بھی عورتوں کو خروج سے منع فرماتے جیسا کہ بنی

اسرائیل کی عورتیں منع کی گئیں تھیں اور ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا یہ بات اپنے زمانہ کی عورتوں کے بارے میں فرمارہی ہیں تو پھر آج کی عورتوں کے بارے میں تمھارا کیا خیال ہے ؟"

لہذا اس نسوانی تنزل کی وجہ سے مانحن فیہ (یعنی مروجہ تبلیغ میں عورتوں کا نکلنا) بھی ممنوع ہوگا۔ اور ماذکرنا کا نظیر ثانی جہاد بالسیف ہے جو کہ عام حالات میں فرض کفایہ ہے مگر اس میں عورت کا خروج جبکہ جوان ہو ممنوع ہے۔ ہندیہ میں ہے 'ولا تخرج الشواب لمداواة الجرحی الخ صفحہ ۱۹۰ ج۲ و فیھا فی موضع آخر واما الشواب فقرارھن فی البیت اسلم والاولی ان لاتخرج النساء اصلاً خوفا من الفتن الخ ۱۹٤ ج ۲

"ترجمہ: جوان عورتوں کو اس کی اجازت نہیں کہ وہ جہاد میں زخمیوں کی مرہم پٹی کرنے کیلئے نکل جائیں۔ فتاویٰ ہندیہ صفحہ ۱۹۰ج ۲۔

اور فتاویٰ ہندیہ میں دوسری جگہ ہے کہ فتنہ سے خالی صورت یہ ہے کہ جوان عورتیں گھروں ہی میں رہیں اور خوف فتنہ کی وجہ سے بہتر یہ ہے کہ کوئی بھی عورت جہاد میں نہ نکلے خواہ جوان ہو یا بوڑھی۔"

توجبکہ جہاد میں کہ عام حالات میں فرض کفایہ ہے جوان عورت یعنی غیر متفانیات﴿۱﴾ کا خروج ممنوع ہے تو مروجہ تبلیغ میں بہ طریق اولیٰ ممنوع ہوگا۔ اس کے علاوہ اگر مروج نسائی تبلیغ ممدوح اور ضروری ہوتی تو اول امہات المؤمنین اس کے لئے گھروں سے باہر تشریف لے جاتیں کیونکہ ان کے پاس ایسے مخصوص احکام موجود تھے جو امت کے کسی اور فرد کے پاس نہ تھے لیکن ایسا کوئی واقعہ پیش نہیں آیا ہے بلکہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم امہات المؤمنین کے پاس ان کے گھروں میں تشریف لے جاتے اور امہات المؤمنین پردہ میں بیٹھ کر ضروری اور ضرورت کے حکم کی تعلیم دیا کرتی تھیں رضی اللہ عنہن و عنہم اور اسی طرح انہوں نے وہ احکام مخصوصہ جو ان کے پاس محفوظ اور موجود تھے امت کو پہنچادئے

چناچہ مؤطاء امام مالک میں روایت ہے عن سعید بن المسیب رضی اللہ عنہ ان ابا

﴿۱﴾ ففی الھندیة ولاتخرج الشواب لمدواة الجرحیٰ و سقی الماء والطبخ والخبز لاجل الغزاة واما العجائز اللاتی دخلن فی السن فلا بأس ان یخرجن الخ ص ۱۹۰ ج۲ . ترجمہ : فتاویٰ ہندیہ میں ہے کہ جوان عورتوں کیلئے جائز نہیں کہ وہ زخمیوں کی مرہم پٹی اور مجاہدین کو پانی پلانے اور ان کے لئے سالن اور روٹی پکانے کیلئے جہاد میں نکل جائیں البتہ عمر رسیدہ بوڑھی عورتیں اگر ان خدمات کے لئے نکل جائیں تو قابل اعتراض نہ ہوگا۔ اور غیر متفانیات سے مراد وہ عورتیں ہیں جو محل شہوۃ ہوں اور متفانیات سے مراد وہ عمر رسیدہ عورتیں ہیں جو محل شہوۃ نہ رہی ہوں۔

موسیٰ الاشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ اتی عائشۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہا زوج النبی ﷺ فقال لها لقد شق علی اختلاف اصحاب رسول اللہ ﷺ فی امر انی لاعظم ان استقبلك به فقالت ماهو كنت سائلاً عنه امك فسئلنی عنه فقال الرجل يصيب اهله ثم يكسل و لا ينزل ......الحديث ص ۱۲ باب واجب الغسل اذا التقى الختانان .

ترجمہ جناب سعید بن المسیب رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ جناب حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس آئے اور کہنے لگے کہ مجھ پر ایک ایسے مسئلہ کے بارے میں حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم کا اختلاف شاق و دشوار گذرتا ہے کہ جس کے بارے میں شرم کے بارے میں میں آپ سے پوچھ نہیں سکتا ہوں۔ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا نے فرمایا وہ کونسا مسئلہ ہے جس کے بارے میں آپ اپنی روحانی ماں سے استفسار کرنا چاہتے ہیں؟ بے شک! اس مسئلہ کے بارے میں آپ مجھ سے پوچھ سکتے ہیں۔ کہنے لگا میں یہ مسئلہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ کوئی شوہر بے انزال کے جماع کرے تو کیا اس پر غسل واجب ہو گا؟

امام رازی رحمتہ اللہ کا ارشاد

(تنبیہ) عورت کی اصل ذمہ داری گھر میں رہ کر اپنے فرائض مصبیہ کو بجالانا ہے اور بلا ضرورت کے گھر سے نکلنا عورت کیلئے ممنوع ہے امام حجۃ الاسلام ابو بکر احمد بن علی الرازی الجصاص الحنفی رحمہ اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد گرامی وقرن فی بیوتکن سورۃ الاحزاب آیت ۳۳ کے تحت لکھتے ہیں : وفيه الدلالة علىٰ ان النساء مامورات بلزوم البيت منهيات عن الخروج ص ۳۶۰

ترجمہ : اس آیت میں عورتوں کو حکم دیا گیا ہے کہ عورتیں گھروں میں رہیں گی اور یہ کہ ان کیلئے بغیر شدید ضرورت کے گھروں سے نکلنا ممنوع ہے۔

اور تفسیر ابن کثیر میں ہے

وقرن فی بیوتکن ای الزمن بيوتكن فلا تخرجن بغير حاجة ترجمہ گھروں میں قرار سے رہنا اپنے اوپر لازم کر کے بغیر شدید ضرورت کے گھروں سے نہ نکلو۔ اور کنز العمال کی ایک حدیث

☆ اس موقع پر ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے جو جواب دیا ہے وہ یہ ہے کہ اس صورت میں غسل واجب ہو گا۔

میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے جب بیبیوں کو ساتھ لے کر حج فرمایا تو ارشاد ہوا کہ بس یہ حج تو کر لیا پھر اس کے بعد بوریوں پر جمی بیٹھی رہنا (ف) مطلب یہ ہے کہ بلا ضرورت شدیدہ کے سفر نہ کرنا (اور باہر نہ نکلنا) بہشتی زیور صفحہ ۶۴۰ ج ۸ اور ظاہر ہے کہ گھر سے باہر تبلیغ بہ طریق مروج عورت کی ضروریات اور حاجات سے نہیں ہے۔ لقیام کثیر من الرجال بغرض التبلیغ علی اطوار مختلفة یعنی مرد یہ کفائی فریضہ ادا کر رہے ہیں تو عورتوں کو حاجت نہ رہی۔ ہاں بے شک گھر کے اندر حسب قاعدہ اور استطاعت کے اس مہم کو سرانجام دیا کریں۔

عورت قرار فی البیت کی صورت میں رحمت خداوندی کے قریب تر ہوتی ہے:

عن عبدالله رضی الله تعالیٰ عنه عن النبی صلی الله علیه وسلم قال ان المرء ة عورة فاذاخرجت استشرفها الشیطٰن واقرب ماتکون بروحة ربها و هی فی قعر بیتها . تفسیر ابن کثیر صفحہ ۴۸۲ ج ۳

ترجمہ: جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ عورت سر تا پا پردے کی چیز ہے یہ جب گھر سے باہر قدم نکالتی ہے تو شیطان جھانکنے لگتا ہے یہ سب سے زیادہ اللہ تعالیٰ کے رحمت کے قریب اس وقت ہوتی ہے جبکہ یہ گھر کے اندرونی حجرے میں ہو۔

عورت کو قرار فی البیت سے مجاہدین و مبلغین کا ثواب ملتا ہے:

عن انس رضی الله تعالیٰ عنه قال جئن رسول الله ﷺ فقلن یا رسول الله ﷺ ذهب الرجال بالفضل والجهاد فی سبیل الله تعالیٰ فقال رسول الله ﷺ من قعدت . او کلمة نحوها منکن فی بیتها فانها تدرك عمل المجاهدین فی سبیل الله ﷺ (تفسیر ابن کثیر صفحه ۴۸۲ ج ۳)

ترجمہ: عورتوں نے جا کر جناب نبی کریم ﷺ سے عرض کیا کہ جہاد کی کل فضیلتیں مرد ہی لے گئے (آپ ﷺ ہمیں کوئی ایسا عمل بتائیں جس سے ہم مجاہدین کے عمل کو پا سکیں)۔ آپ ﷺ نے فرمایا تم میں سے جو اپنے گھر میں پردے اور عصمت کے ساتھ بیٹھی رہے وہ جہاد کی فضیلت پائے گی۔

چونکہ جہاد کا اطلاق جہاد بالسیف اور جہاد باللسان دونوں پر ہوتا ہے کمافی بذل المجہود صفحہ ۳۶۷ ج ۱۱ اور خود ہمارے تبلیغی بھائی بھی اسی اصطلاح کو اپنائے ہوئے ہیں۔ کما لا یخفیٰ (جیسا کہ یہ بات ہر کوئی جانتا

ہے)اس لئے اس حدیث سے یہ بات مستنبط کرنا مستبعد نہ ہوگا کہ جہاد فی سبیل اللہ مطلقاً مگر اس تخصیص کے ساتھ کہ جس کے لئے گھر سے باہر جانا پڑے زمانہ نبوت میں مردوں کا خاصہ تھا اس لئے تو وہ کہہ رہی ہیں ذهب الرجال بالفضل والجهاد فی سبيل الله تعالى۔ لہٰذا مروجہ تبلیغ میں عورتوں کا گھروں سے نکلنا زمانہ نبوت، خیر القرون کے طریقہ کار سے مخالف ہوگا۔ اور اس پر مستزاد یہ کہ نسائی تبلیغ کی صورت میں علی العموم صالحہ نکل کر فاجرہ اور فاسقہ کو تبلیغ کرے گی۔ جبکہ فقہا کرام صالحہ کو فاجرہ اور فاسقہ سے پردے کا حکم دیتے ہیں۔ ہندیہ میں ہے " ولا ينبغی للمرء ة الصالحة ان تنظر اليها الفاجره لانها تصفها عندالرجال فلا تضع جلبانها ولا خمارها عندها ولايحل ايضاً☆ لامرأة مؤمنة ان تنكشف عورتها عند امة مشركة او كتابية الا ان تكون امة لها كذا فی السراج الوهاج ص ۳۲۷ ج ۵"

ترجمہ : نیک عورت کو فاسقہ قسم کی عورت سے پردہ کرنا چاہئے کیونکہ فاسقہ عورت صالحہ عورت کے محاسن کو دیکھ کر غیر مردوں کے سامنے بیان کرتی ہے (پھر فاسق اور بدمعاش قسم کے لوگ اس صالحہ کے پیچھے پڑ جاتے ہیں) اس لئے صالحہ کو چاہئے کہ وہ فاجرہ سے پردہ کرے) اور اس کے سامنے اپنا برقعہ اور چادر نہ اتارے اور کسی مسلمان عورت کیلئے یہ بھی جائز نہیں کہ وہ سوائے اپنی مملوک لونڈی کے کسی بھی لونڈی کے سامنے کشف عورت کا ارتکاب کرے خواہ وہ لونڈی مشرکہ ہو یا کتابیہ۔

اور رد المحتار میں ہے

" وفی شرح الاستاذ عبدالغنی النابلسی علی هدية ابن عماد عن شرح والده الشيخ اسمٰعيل على الدرر و الغرر لا يحل للمسلمة ان تنكشف بين يدی يهودية اونصرانية او مشركة الا ان تكون امة لها كما فی ا لسراج ونصٰاب الاحتساب ولا ينبغی للمرء ة الصالحة ان تنظر اليها المرء ة الفاجرة لانها تصفها عندالرجال فلا يضع جلبابها ولا خمارها كما فی السراج . اه (صفحه ۲۶۳ ج ۵)

ترجمہ : استاذ محترم عبد الغنی النابلسی ہدیہ ابن عماد پر اپنے شرح میں اپنے والد شیخ اسماعیل کے شرح (جو انہوں نے درر و غرر پر لکھا ہے) کے حوالہ سے لکھتے ہیں کہ کسی بھی مسلمان عورت کیلئے یہ جائز نہیں ہے کہ وہ کسی یہودی یا عیسائی عورت اور یا مشرکہ عورت کے سامنے اپنے آپ

☆ یہ عبارت قابل غور ہے۔ تفکر

کو بے پردہ کرے البتہ لونڈی کے سامنے ایسا کرنا قابل اعتراض نہ ہوگا جیساکہ سراج اور نصاب الاحتساب میں ہے اور نیک عورت کو فاسقہ قسم عورت سے پردہ کرنا چاہیئے کیونکہ فاسقہ صالحہ عورت کے محاسن کو دیکھ کر غیر مردوں کے سامنے بیان کرتی ہے اس لئے صالحہ کو چاہیئے کہ فاجرہ کے سامنے اپنا برقعہ اور چادر نہ اتارے جیساکہ سراج میں ہے۔

اور جس طرح کے جہاد وقت مخصوص میں فرض عین ہوتا ہے مرد اور عورت سب پر۔ تنویر اور شرح التنویر میں ہے۔" و فرض عين ان هجم العدو فيخرج الكل ولو بلا اذن ويا ثم الزوج و نحوه بالمنع . ذخیرہ (۲۴۲ ج ۳) ترجمہ: اور دشمن کے حملہ آور ہونے کی صورت میں جہاد فرض عین ہوتا ہے۔ تو اس وقت بغیر کسی سے اذن لینے کے تمام کے تمام جہاد کیلئے نکلیں اور شوہر وغیرہ اگر منع کرے تو وہ گنہ گار ہوگا۔

اس طرح نفس تبلیغ اور نفس امر بالمعروف اور نہی عن المنکر بھی بعض اوقات میں فرض عین ہوتا ہے۔

امام نوویؒ تحریر فرماتے ہیں:

" ثم انه قد يتعين كما اذا كان فى موضع لايعلم به الا هو او لا يتمكن من ازالته الا هو وكمن يرىٰ زوجته او ولده او غلامه علىٰ منكر اوتقصير فى المعروف . شرح مسلم ص ۵۱ ج ۱ . (ترجمہ) کبھی نہ کبھی امر بالمعروف اور نہی عن المنکر فرض عین ٹھہر جاتا ہے اور یہ اس شخص کے حق میں ہے کہ اسکے بغیر کوئی بھی اس معروف اور اس منکر کو نہ جانتا ہو اور یا اس منکر کے ازالہ پر بغیر اس کے کسی اور کو قدرت حاصل نہ ہو اور اسی طرح اس شخص کے حق میں ہے جو اپنی بیوی اور یا بیٹے بیٹی اور یا غلام کو کسی منکر کو کرتے ہوئے دیکھ لیں اور یا ان کو کسی معروف میں کوتاہی کرتے ہوئے دیکھ لیں۔

تو اسی طرح ان مواقع میں عورت پر بھی حدود شرعیہ کے مطابق حسب استطاعت امر بالمعروف و نہی عن المنکر فرض ہوگا کما يدل عليه قوله عليه الصلاة والسلام من راىٰ منكم منكراً فليغيره بيده الحديث رواه مسلم صفحه ۵۱ ج ۱ (ترجمہ) جیساکہ اس پر جناب نبی کریم ﷺ کا یہ ارشاد گرامی دلالت کررہا ہے کہ جو شخص کسی ناجائز امر کو ہوتے ہوئے دیکھے اگر اس پر قدرت ہو کہ اس کو ہاتھ سے بند کردے تو ہاتھ سے بند کردے اگر اتنی مقدرت نہ ہو تو زبان سے اس پر انکار کردے اگر اتنی بھی قدرت نہ ہو تو دل سے اس کو برا سمجھے اور یہ ایمان کا بہت ہی کم درجہ ہے۔

علماء کرام اور قارئین سے درخواست ہے کہ اپنے تاثرات و مشورے لکھتے رہیں

استفتاء

نسائی جماعت کے بارے میں

اکابر امت کے ارشادات و فتاوی

---

(۱)امیر ثانی جماعت تبلیغ

حضرت العلامه مولانا محمد یوسف صاحب کاندھلوی

رحمۃ اللہ کا مکتوب گرامی

آپ ایک مکتوب میں مولانا عبید اللہ بلیاوی کو عورتوں میں کام کے طریقہ کے بارے میں لکھتے ہیں
"عورتوں کی تبلیغ میں صرف یہ کہا جائے کہ عورتیں دینی کتب پڑھیں پڑھائیں اور سنائیں۔ اسلامی رواج کی پوری پابندی کریں اور اپنے متعلقین کو بھی اس کا پابند کریں اپنے مردوں کو دین سیکھنے کیلئے تبلیغ کیلئے بھیجیں، تاکہ جو کچھ وہ سیکھ کر آئیں وہ ان کو بھی سکھائیں، گشت کی قطعاً اجازت نہ دی جائے۔
(سوانح مولانا محمد یوسف کاندھلوی صفحہ ۴۶۲)

---

(۲) مفتی اعظم ہند

حضرت مولانا مفتی محمد کفایت الله دہلوی

نور اللہ کا ارشاد گرامی

مفتی ہند مولانا کفایت اللہ صاحب دھلوی رحمہ اللہ کفایت المفتی صفحہ ۱۰اج ۲ میں تحریر فرماتے ہیں۔ کہ: "عورتوں کا تبلیغ کیلئے گھروں سے نکلنا خیر الامم میں نہ تھا اور نہ اس کی اجازت معلوم ہوتی ہے کہ عورتیں تنہا تبلیغ کیلئے سفر کریں الخ

---

(۳) ام المدارس...... دارالعلوم دیو بند کا فتوی

سوال: کیا مروجہ تبلیغ میں عورتوں کا نکلنا جائز ہے؟
الجواب وباللہ توفیق! قرآن پاک میں عورتوں کیلئے اپنے گھروں میں رہنے کا حکم دیا گیا ہے۔ ہاں ضرورت

شدیدہ کی بناء پر پردہ کے ساتھ نکلنے کی اجازت ہے۔ پنج وقتہ نماز کیلئے محلہ کی مسجد میں جانا بھی ممنوع ہے جبکہ وہ سنت موکدہ بلکہ واجب کے درجہ پر ہے پھر تبلیغ کیلئے نکلنے کی اجازت کیونکر ہو سکتی ہے جبکہ عورتوں کو تبلیغ ودعوت کا مکلف شریعت نے نہیں بنایا ہے۔ تعلیم واصلاح کا بہانہ لے کر ادھر ادھر دور دراز اجتماعات میں تبلیغ کیلئے (عورتوں کا نکلنا اور نکالنا) ایک فتنہ کا دروازہ کھولنے کے مترادف ہے۔ عورتیں اپنی شوہروں سے یا محلہ پڑوس کے اہل علم سے پردہ کی پوری رعایت کے ساتھ مسائل واحکام سیکھیں اور آج کے فتنہ وفساد کے دور میں ہرگز تبلیغ کیلئے باہر نہ جائیں۔ نئی رسم کی داغ بیل نہ ڈالنے دیں ۔ خیر القرون میں یہ طریقہ رائج نہ تھا نہ ہی قرآن وحدیث میں اس کا ذکر ملتا ہے اس لئے یہ واجب الترک ہے، اس کے نتائج بڑے گھناؤنے بعض علاقوں میں نکل چکے ہیں۔ فقط واللہ اعلم۔

کتبہ حبیب الرحمٰن عفا اللہ عنہ مفتی دار العلوم دیوبند ۲۰ ربیع الاول ۱۴۱۲ھ

---

(۴) بانی ومہتمم مدرسہ عربیہ حقانیہ ساہیوال

حضرت مفتی سید عبدالشکور ترمذی صاحب مدظلہم

آپ حضرت مولانا محمد یوسف کاندھلویؒ امیر ثانی جماعت تبلیغ کی رائے نقل کرنے کے بعد تحریر فرماتے ہیں:

"حضرت مولانا محمد یوسف صاحب کاندھلوی نے عورتوں میں کام کی جن نزاکتوں کا احساس فرما کر ان کو گشت کی جو قطعی ممانعت فرمائی ہے، ایمانی حکمت اور دینی بصیرت کا یہی تقاضا ہے۔ حضرت نبی کریم ﷺ کے زمانہ اقدس کے بعد حالات زمانہ پر نظر کرتے ہوئے جب عورتوں کو مسجد کے اندر جماعت میں شامل ہونے کی ممانعت کر دی گئی تو اب جبکہ حالات زمانہ کے بگاڑ اور فساد میں غلبہ ہوتا جارہا ہے تبلیغ کیلئے گھروں سے نکلنے کی اجازت دینا کیسے درست ہو سکتا ہے، ہر گھر میں مردوں کے ذریعے دینی مسائل سکھلانے اور دینی کتابوں کے پڑھنے اور سنانے کی جو تجویز مولانا محمد یوسف صاحب نے فرمائی ہے عورتوں کے دین سیکھنے کیلئے یہ تجویز بہترین اور تمام مفاسد سے محفوظ ہے، اس پر ہر گھر میں عمل کرنا ضروری ہے (دعوت و تبلیغ کی شرعی حیثیت صفحہ ۱۰۱، ۱۰۲)

---

(۵) مفتی شہر آگرہ یوپی انڈیا

حضرت مولانا مفتی عبدالقدوس صاحب رومی مدظلہ

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

حدیث شریف میں علامات قیامت میں سے ایک علامت یہ بھی بتائی گئی ہے کہ قیامت کے قریب فتنوں کی جیسے بارش ہونے لگی گی یکے بعد دیگرے فتنوں کا اس طرح ظہور ہوگا جس طرح تسبیح کا دھاگہ ٹوٹ جانے پر تسبیح کے دانے یکے بعد دیگرے گرنے لگتے ہیں۔

آج کل جبکہ آئے دن ایک تحریک شروع ہوتی ہے، ایک نئی جماعت قائم ہوتی ہے ضرورت ہے کہ تمام مسلمان پوری طرح چوکنا اور ہوشیار رہیں حضور اقدس ﷺ نے ایک حدیث شریف میں پیش گوئی فرمائی ہے کہ میری امت تہتر فرقوں میں بٹ جائے گی جن میں سے صرف ایک فرقہ جنت میں جائے گا بقیہ تمام فرقے دوزخ میں جائیں گے صحابہ کرام نے دریافت کیا کہ جنت میں جانے والا فرقہ کونسا ہوگا؟ آپ ﷺ نے فرمایا وہ فرقہ جنت میں جائے گا جو میرے اور میرے اصحابؓ کے طریقہ پر چلے گا۔ یہ حدیث صحیح طور پر مشعل راہ ہے اور اسی کی روشنی میں ہمیں حق و ناحق کو سمجھنا اور پہچاننا اور اس پر عمل کرنا ضروری ہے۔ کوئی بھی کام ہمیں کتنا ہی اچھا لگے اگر وہ کام آپ ﷺ کے زمانہ مبارک میں یا حضرات صحابہ کرام کے زمانہ میں نہیں ہوا تھا تو دین و شریعت کے لحاظ سے اسے ہرگز ان حضرات کی طرف منسوب نہ کیا جائے گا۔

اہل زیغ نے ایک گمراہ کن طریقہ کار یہ اختیار کیا ہے کہ بعض آیات قرآنی اور بعض روایات حدیث کا مطلب وہ اپنے عمل اور طریقہ کار کی تائید میں استعمال کرتے ہیں حالانکہ حضرات مفسرین کرام اور شراح حدیث نے ان آیات و روایات کا وہ مطلب نہیں بیان کیا ہے۔ تو یہ انتہائی خطرناک صریح گمراہی ہے۔

مودودی صاحب تو تفسیر بالرائے کی گمراہی میں بہت پہلے سے مبتلا تھے ہی دیکھا یہ جارہا ہے کہ دعوت و تبلیغ کا کام کرنے والے بھی اب اس قسم کی غلطیوں میں مبتلا ہوتے جارہے ہیں اور محض اپنی بات میں وزن اور زور پیدا کرنے کیلئے بعض آیات قرآنی اور روایات حدیث کو اپنے مزعومہ مطلب کی تائید کیلئے بے دھڑک پیش کردیتے ہیں۔

تبلیغ کا یہ کام پہلے تو صرف مردوں تک ہی محدود تھا لیکن ادھر پچھلے تقریباً پچاس سال پہلے سے عورتوں کی جماعتیں بھی تبلیغ کیلئے نکالنے کا ایک غلط اور ناجائز طریقہ شروع کردیا گیا ہے اور اب ادھر بیس پچیس سال سے یہ سلسلہ کچھ اور بڑھتا ہوا دکھائی دے رہا ہے۔

اہل دین، اصحاب صلاح و اصلاح کی دینی ذمہ داری اور امر بالمعروف نہی عن المنکر کا تقاضا ہے کہ دین و تبلیغ کے نام پر اٹھنے والے اس فتنہ کا سدباب کریں۔

حدیث شریف میں ہے من رای منکم منکرا فلیغیرہ بیدہ فان لم یستطع فبلسانہ فان لم

یستطع فبقلبه و ذالك اضعف الایمان ۔ تم میں سے جو شخص کوئی برائی اور غلط بات دیکھے تو اسے اپنے ہاتھ سے بدل دے اگر یہ نہ کر سکے تو زبان سے سے اس کی اصلاح کرے اور یہ بھی نہ کر سکے تو کم از کم دل سے تو اسے برا سمجھے ہی یہ ایمان کا سب سے کمزور درجہ ہے۔

حضور اقدس ﷺ اور صحابہ کرام کے زمانہ خیر میں جب کہ دعوت و تبلیغ کی ضرورت اس سے زیادہ تھی اس وقت حضور ﷺ نے عورتوں کی جماعتیں تبلیغ کیلئے کہیں نہیں بھیجیں اس لئے اس زمانہ میں جو لوگ یہ طریقہ کار اپنا رہے ہیں وہ اس میں حضور ﷺ کی پیروی و نیابت کو یقینی طور پر نظر انداز کر رہے ہیں۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اور ازواج رسول ﷺ نے تو عورتوں کو نماز فرض تک کیلئے مسجد میں جانے کو پسند نہیں فرمایا کیا یہ مروجہ تبلیغ فرض نماز سے بھی بڑھا ہوا کام ہے؟ بڑی خوشی کی بات ہے کہ بعض اصحاب خیر نے اس فتنہ کے سدباب کیلئے ہندوستان کے مستند و مشہور حضرات علماء کرام و مفتیان عظام کے ان فتوؤں کی اشاعت کا ارادہ فرمایا ہے۔ اللہ تعالیٰ انہیں بیش از بیش جزائے خیر مرحمت فرمائے اور امت کو اس پر عمل کی توفیق عطا فرمائے آمین (عبد القدوس رومی، مفتی شہر آگرہ)

(بقیہ ص ۷ لم کا

کیجائے جو تمام علل و اسباب پر حاوی اور جامع ہو تو اسکو بتایا جاسکتا ہے کہ علماء حق و مرشدین صادقین کا فقدان ......اور علماء سوء و مفسدین و جالین کی کثرت...... ربنا انا اطعنا سادتنا وکبراء نا فاضلونا السبیلا ......اور پھر اگر وہ پوچھے کہ ایک ہی جملہ میں اسکا علاج کیا ہے؟...... تو اسکو حضرت امام مالک رحمۃ اللہ کے الفاظ میں جواب ملنا چاہیئے...... **لا یصلح آخر هذه الامة الا بما یصلح به اولها** ......(یعنی امت مرحومہ کے آخری عہد کی اصلاح کبھی نہ ہو سکے گی تاوقتیکہ وہی طریق اختیار نہ کیا جائے جس سے اسکے ابتدائی عہد نے اصلاح پائی تھی اور وہ اسکے سواء کچھ نہیں ہے کہ قرآن کریم کے اصلی و حقیقی معارف کی تبلیغ کرنے والے مرشدین صادقین پیدا کئے جائیں (البلاغ جلد ا ش ا۔ ۱۲ نومبر ۱۹۱۵ء)_________(اقوال ۶ :۵۱)

استفتاء............ کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین مسائل ذیل میں ؟

(۱) کیا عورتوں کا تبلیغ کیلئے سفر کرنا محرم کے ساتھ درست ہے۔

(۲) مردوں کا تبلیغ کو جانا اور اپنے اہل وعیال کے نان نفقہ کا انتظام بھی نہ کرنا کیا ایسا کرنا درست ہے ؟

(۳) کیا تبلیغ کرنا ہر مسلمان مرد و عورت پر فرض ہے یا واجب ہے یا سنت ہے اگر فرض ہے یا سنت ہے تو کونسی سنت ہے مع الدلائل بیان فرمائیں۔ بینوا وتوجروا

عبد الرحیم دہلوی صدر بازار بارہ ٹوٹی مسجد کوٹھے والی (دہلی)

الجواب

(۲) حضرت مولانا مفتی سید مہدی حسن صاحب

رحمۃ اللہ علیہ (سابق صدر مفتی دار العلوم دیوبند)

(۱) آنحضرت ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور تابعین رحمہم اللہ کے زمانہ میں تبلیغ کیلئے عورتیں سفر نہ کرتی تھیں اور نہ آپ ﷺ نے اور نہ صحابہ نے تبلیغ کیلئے عورتوں کو سفر کرنے کا حکم فرمایا نہ خود تبلیغ کیلئے سفر میں روانہ کیا اس عمل سے ثابت ہے کہ عورتوں کے ذمہ تبلیغ کیلئے سفر کرنا جائز نہیں۔ خیر القرون کے زمانہ میں اگر کسی عورت کو کسی مسئلہ کی ضرورت ہوتی تھی تو آنحضرت ﷺ یا ازواج مطہرات یا صحابہ کی بیویوں سے دریافت کرلیتی تھیں۔ تبلیغ مردوں کے ذمہ اس زمانہ میں مقرر تھی اور عورتیں پردہ کے ذریعہ سے احکام کو معلوم کر کے دین کی باتیں سیکھتی تھیں مردوں کا کام یہ تھا کہ وہ اپنی عورتوں کو دین سے واقف کرائیں آنحضرت ﷺ اور صحابہ کرام تبلیغ کیلئے سفر کرتے تھے جہاد میں جاتے تھے لیکن عام طور پر سب عورتوں کو اپنے ساتھ نہ لے جاتے تھے جب اس خیر کے زمانہ میں یہ صورتحال رہی ہے تو اس شر اور فتنوں کے زمانہ میں عورتوں کو تبلیغ کیلئے سفر کرنا اگرچہ محرم کے ساتھ ہی کیوں نہ ہو کیونکر جائز ہو سکتا ہے ؟

یہ خیال کہ عورتوں کو کس طرح تبلیغ ہوگی اس بناء پر صحیح نہیں کہ ان کے مردان کو تبلیغ کریں اور دین کے احکام ان کو سکھائیں اور خود مرد دین کی باتیں دوسرے واقف کاروں سے سیکھیں یا سیکھنے اور سکھلانے کیلئے سفر کریں ورنہ عام طور پر عورتوں کا تبلیغ کیلئے سفر کرنا فتنہ کا دروازوں کا کھول دینا ہے۔ جو آج دنیا پر نظر ڈالنے سے مشاہدہ بھی ہے۔

(۲) اپنے اہل وعیال کے نفقہ کا انتظام کرنا مردوں پر ضروری اور واجب ہے اس کے انتظام سے وقت اگر فارغ ہو تو تبلیغ کیلئے سفر کرنا جائز ہوگا اہل وعیال کو بھوکا چھوڑ کر تبلیغ کیلئے سفر کرنا جائز نہیں۔

شریعت نے تمام مردوں پر بھی تبلیغ کرنے کو فرض اور ضروری قرار نہیں دیا ہے بلکہ انہی پر تبلیغ کرنا ہے

جو تبلیغ کے اہل ہیں اور جو جو تبلیغ کے اہل نہیں ہیں ان پر تبلیغ کرنا فرض نہیں بلکہ بسا اوقات نااہلوں کی تبلیغ سے فتنوں کے دروازے اور زیادہ کھل جاتے ہیں جس کا مشاہدہ ہو رہا ہے اسی طرح قرآن میں یہ نازل ہوا فلو لا نفر من کل فرقة منهم طائفة لیتفقهوا فی الدین و لینذر وا قومهم اذا رجعوا الیهم لعلهم یحذرون الایة حدیث میں بے شک یہ وارد ہے بلغوا عنی و لو آیة وفی روایه و لو کلمة و فی زوایة و لو حرفا الحدیث لیکن یہ حکم عام طور پر مردوں کیلئے ہے نہ عورتوں کیلئے اور جو عورتیں پردہ نشین ہیں دوسری عورتیں یا دوسرے مرد آکر دریافت کر جائیں تو حدیث کا مقصد پورا ہو جاتا ہے۔

یہ اس بناء پر کہ عورتوں کو گھر میں رہنے اور پردہ کے ساتھ زندگی بسر کرنے کا حکم ہے اور بلا ضرورت و مجبوری گھر سے باہر نکلنے اور سفر کرنے سے بتاکید منع فرمایا گیا ہے۔۔

(۳) جوابات بالا سے معلوم ہوا کہ تمام مردوں اور عورتوں پر تبلیغ کرنا ضروری نہیں بلکہ جماعت میں سے بعض لوگوں پر فریضہ تبلیغ عائد ہوتا ہے اور وہ وہی لوگ ہیں جو تبلیغ کے اہل ہوں امر بالمعروف اور نہی عن المنکر ہر واقف کار پر فرض اور ضروری ہے ہاں اگر تمام مسلمان تبلیغ دین چھوڑ دیں تو گنہ گار ہونگے۔

واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم بالصواب

سید مہدی حسن غفرلہ ۲۵۔۲۔۱۳۷۱ھ

مفتی ہندو مہتمم مدرسہ امینیہ دہلی

(۷) حضرت مولانا مفتی محمد کفایت اللہ صاحب رحمتہ اللہ

الجواب: تبلیغ دین ہر مسلمان پر بقدر اس کے مبلغ علم کے لازم ہے لیکن تبلیغ کی غرض سے سفر کرنا ہر مسلمان پر فرض نہیں بلکہ ان لوگوں پر جو تبلیغ کی اہلیت بھی رکھتے ہوں اور فکر معاش سے فارغ ہوں تبلیغ کیلئے سفر کرنا جائز ہے، فرض لازم ہر مسلمان کے ذمہ نہیں ہے اور عورتوں کا تبلیغ کیلئے گھروں سے نکلنا خیر الامم میں نہ تھا اور نہ اس کی اجازت معلوم ہوتی ہے کہ عورتیں تنہا تبلیغ کیلئے سفر کریں۔ عورت کو بغیر محرم کے سفر کرنے کی بھی اجازت نہیں حج فرض کیلئے بھی بغیر محرم کے جانا جائز نہیں تو صرف تبلیغ کیلئے کیسے جاسکتی ہے؟ واللہ اعلم محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی۔

سابق صدر مفتی مظاہر العلوم سہارنپور

(۸)حضرت مولانامفتی سعید احمدصاحب رحمتہ اللہ

جوابات صحیح ہیں اس فتنہ کے زمانہ میں عورتوں کا سفر کرنا بہت سے خطرات کا سبب ہے اس لئے بڑی احتیاط کی ضرورت ہے مقامی طور پر ہر جگہ ان کی تعلیم و تبلیغ پردہ کی رعایت کے ساتھ ہونی چاہئے سفر اور گشت تبلیغ ان کیلئے ہرگز مناسب نہیں ہے۔ واللہ اعلم

سعید احمد غفرلہ مفتی مظاہر العلوم سہارنپور ۲۵ جمادی الثانی ۷۱ ۱۳ھ

صدر مفتی مظاہر العلوم وقف سہارنپور یوپی انڈیا

(۹)حضرت مولانا مفتی مظفر حسین صاحب مد ظلہ

استفتاء .... مخدومی مکرمی حضرت مفتی صاحب السلام وعلیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

گذارش ہے کہ حسب ذیل مسائل کا جواب تحریر فرما کر ممنوں فرمائیں۔

(۱) عورتوں کا عورتوں میں تبلیغ کیلئے گھر سے نکلنا درست ہے یا نہیں ؟

(۲) چند عورتیں مل کر ایک محلہ سے دوسرے محلہ کی عورتوں میں جاکر کلمہ نماز کی تبلیغ کرتی ہیں اس طرح چند عورتوں کا مل کر جانا بدعت کی وعیدوں میں شامل ہے یا نہیں ؟اور متقدمین کی عورتوں کا اس طرح تبلیغ کرنا ثابت ہے یا نہیں ؟

(۳) چند عورتوں کا ایک شہر سے دوسرے شہر میں اپنے محرم کے ساتھ تبلیغ کیلئے جانا اور ان میں بعض کے محرم ہوتے ہیں اور بعض کے نہیں ہوتے ایسی صورت میں جن کے محرم ساتھ نہ ہوں ان کا جانا درست ہے یا نہیں۔ ؟

(۴) مصافحہ کے بعد بعض لوگ سینہ پر ہاتھ رکھ لیتے ہیں یہ درست ہے یا نہیں اور ایسا کرنے والا گنہ گار تو نہیں ہے۔ .... بندہ محمد سعید دہلی ۵ جولائی ۱۹۵۲ء

الجواب

تبلیغ کی اہمیت اور موجودہ دور میں اس کی ضرورت سے انکار نہیں مگر جو حدود اس کے لئے مقرر کردئے گئے ہیں ان سے تجاوز کرنا بھی درست نہیں تمام احکام شرعیہ میں افراط و تفریط کی سخت ممانعت آیات و روایات میں وارد ہے۔

حضور اکرم ﷺ اور صحابہ و تابعین کے زمانہ میں عورتوں کا تبلیغ کیلئے سفر کرنا ثابت نہیں اور نہ آپ ﷺ نے سفر کا حکم فرمایا۔ عورتوں کیلئے تو قرار فی البیوت ایک ایسا اہم فریضہ ہے کہ اس کا ثواب جہاد فی سبیل

اللہ کے برابر ہے۔ اخرج البزار عن انسؓ قال جئن النساء الیٰ رسول اللہ ﷺ فقلن یا رسول اللہ ذهب الرجال بالفضل و الجهاد فی سبیل اللہ تعالیٰ فهل لنا من عمل ندرك به فضل المجاهدین فی سبیل اللہ تعالیٰ فقال علیه السلام من قعدت منكن فی بیتها فانها تدرك عمل المجاهدین فی سبیل اللہ اھ روح المعانی ص ٦١

اس لئے عورتوں کو سفر کرنے کی ممانعت ہے اور بعض ضرورتوں میں خاص شروط مثلاً ترک زینت اور وجود محرم وغیرہ کے ساتھ درست ہے جو عورت بلا ضرورت اور بلا رعایت شروط سفر کرتی ہے اس کی ممانعت بہت سی روایات سے ثابت ہے۔ قال علیه السلام لایحل لامراة تومن باللہ والیوم الآخر ان تسافر مسیرة یوم و لیلة الا مع ذی محرم علیها (صحیحین)

حج جو کہ نہایت اہم عبادت ہے اور شروط کے پائے جانے کے بعد فرض عین ہے مگر اس میں بھی عورت کو بلا محرم سفر کرنے کی اجازت نہیں دی گئی ہے البتہ کسی عورت کو اگر کسی مسئلہ کی ضرورت ہوتی تھی تو آنحضرت ﷺ سے دریافت کر لیتی تھی۔ فقہاء نے عورت کو مجلس علم میں حاضر ہونے سے بھی منع کیا ہے اور شوہر کو حق دیا ہے کہ وہ اس کو روک دے۔ فی الدر المختار وله منعها من الغزل الی قوله ومن مجلس العلم الا لنازلة امتنع زوجها من سوالها اھ ج ۲ ص ۷۲۲

عورتوں کی تعلیم کا خیال مردوں کو رکھنا چاہیئے لیکن اگر مرد اس کو پورا نہ کر سکے تو پھر احتیاط کے ساتھ مسئلہ وغیرہ کے پوچھنے کیلئے نکل سکتی ہے اس فتنہ کے زمانہ میں جبکہ مردوں کیلئے بھی سفر میں مشکلات ہیں تو عورتوں کے سفر میں کس قدر فتنے ہونگے۔

ابتدائے اسلام میں عورتیں خاص شروط کے ساتھ شرعی ضرورتوں میں باہر نکلتی تھیں مگر خیر القرون میں ہی اسکی ضرورت محسوس ہوئی کہ عورتوں کو مساجد میں آنے سے بھی روک دیا جائے چنانچہ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ لو ان رسول اللہ ﷺ رای مااحدث النساء لمنعهن المساجد کما منعت نساء بنی اسرائیل (مسلم) حضرت ابن عمرؓ نے ایک مرتبہ آپ ﷺ کا یہ ارشاد نقل فرمایا کہ اء ذنوا لنساء باللیل الی المساجد تو آپ کے صاحبزادے حضرت واقدؓ نے فوراً ارشاد فرمایا کہ اذایتخذنه دغلاً (هو الفساد والخداع) (مسلم ص ۱۸۳ اھ او غیر ذالک)

الغرض نماز جیسی عبادت کہ شہر اور محلہ کی مسجد میں ادا کی جاتی ہے اور زیادہ دور بھی اس کے لئے نہیں جانا پڑتا خیر القرون میں ہی اس کے لئے مساجد میں آنے سے رک گئی تھیں اور مسجد نبوی اور مسجد حرام کے ثواب معہود سے محروم ہو گئیں۔ فقہاء لکھتے ہیں ولا یحضرن الجماعات (کنز) وفی البحر لقوله تعالیٰ وقرن فی بیوتکن وقال علیه السلام صلاتها فی قعر بیتها افضل من صلاتها فی صحن

دارها و صلاتها فی صحن دارها افضل من صلاتها فی مسجدها و بیوتهن خیر لهن و لانه لا یومن من الفتنة من خروجهن اطلقه فشمل الشابة و العجوز والصلاة النهارية والليلية قال المصنف والفتویٰ علی الکراهة فی الصلاة کلها ومتیٰ کره حضورهن المسجد للصلاة فلان یکره حضور مجالس الوعظ خصوصاً عند هؤلاء الجهال الذین تحلوا بحلیة العلماء اولیٰ ذکره فخر الاسلام اه وفی فتح القدیر المعتمد منع الکل فی الکل الا العجائز المتفانية اه بحر ص ۳۵۸ ج ۱ ، شامی ص ۵۹۱ ، زاد المعاد و طحطاوی ص ۱۶۶

(۲) جیسا کہ (۱) میں ہم نے بیان کیا کہ عورتوں کا تبلیغ کیلئے سفر اور گشت کرنا ثابت نہیں ہے اس لئے ایک محلہ سے دوسرے محلہ میں عورتوں کو جماعتیں بنا کر جانا اور گشت کرنا گھر گھر پھرنا اس زمانہ میں فتنہ کا باعث ہے البتہ اپنے محلہ میں کسی خاص مقام پر پوری احتیاط اور پردہ کے ساتھ کبھی کبھی تعلیم اور وعظ و تبلیغ کیلئے جمع ہو جائیں تو گنجائش ہے۔

(۳) جیسا کہ ابھی معلوم ہوا کہ یہ سفر ثابت نہیں ہے لیکن اگر سفر کیا جائے اور پوری احتیاط سے کیا جائے تو پھر اس سفر میں ہر عورت کا محرم ہونا ضروری ہے۔ یہ صورت کہ بعض کا محرم سفر میں ساتھ ہو اور بعض کا نہو ہرگز درست نہیں فقہاء احناف نے توحج جیسے اہم فریضہ میں بھی ایسی صورت کو جائز نہیں لکھا چہ جائیکہ تبلیغ کیلئے ایسی صورت کو جائز رکھا جائے ایسی صورت میں تنہا سفر کرنے سے زیادہ فتنہ کا اندیشہ ہے۔ وتعتبر فی المرء ة ان یکون لها محرم تحج به او زوج اذا کان بینها و بین مکة مسیرة ثلاثة ایام و قال الشافعیؒ یجوز لها الخروج اذا خرجت رفقة معها نساء ثقاة لحصول الامن المرافقة و لنا قوله علیه السلام لا تحجن امراة الا و معها محرم و لانها بدون المحرم یخاف علیها الفتنة و تزداد بانضمام غیرها هدایة ص ۲۱۳

(۴) مصافحہ کرنا تو ثابت ہے مگر مصافحہ کے بعد سینے پر ہاتھ پھیرنا ثابت نہیں اس لئے نہ کرنا چاہئے۔ فقط

واللہ اعلم بالصواب کتبہ مظفر حسین مظاہری دار الافتاء مدرسہ مظاہر العلوم سہارنپور ۱۶ شوال ۱۳۷۱ھ

الجواب صحیح عبد اللطیف ناظم مدرسہ مظاہر العلوم سہارنپور

الجواب صحیح سعید احمد مفتی مظاہر العلوم سہارنپور ۷ اشوال ۱۳۷۱ھ

رئیس دار الافتاء جامعۃ العلوم الاسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کراچی

(۱۰)حضرت علامہ مفتی عبدالسلام چاٹگامی مدظلہ

بندہ کے نزدیک عورتوں کا خروج بغرض تبلیغ خیر القرون میں نہ تھا موجودہ زمانہ میں عورتوں میں بے دینی، بے حیائی، عریانی، امور ظاہر اور غالب ہیں، فائدے کی نسبت سے نقصانات زیادہ ہیں۔ اس واسطے مولانا سیف اللہ حقانی کا جواب اقرب الی الصواب اور احتیاط پر مبنی ہے۔

فاضل مظاہر العلوم سہارنپور (تحصیل ضلع ٹانک)

حضرت علامہ استاذ الاساتذہ

(۱۱)حضرت مولانا عبدالحق صاحب مدظلہ

تالیف شدہ رسالہ کشف الغطاء عن تبلیغ لنساء اول سے آخر تک مطالعہ کیا یقیناً فتوی صحیح اقوال اور قوی دلائل پر مشتمل ہے اس پر فتن دور میں عورتوں کا نکلنا خواہ وہ جوان ہو یا بوڑھی قرآن وسنت اور سلف صالحین کے اقوال کی رو سے بالکل ناجائز اور حرام ہے۔ حدیث نبوی علی صاحبھا التحیۃ والتسلیم کلکم راع و کلکم مسئول عن رعیتہ کی بنیاد پر ہر خاوند اور صاحب خانہ کو چاہئے کہ وہ اپنے گھر کے عورتوں کی دینی اصلاح کریں جن کے بارہ میں وہ قیامت کے دن جواب دہ ہونگے۔ اپنی اصلاح کیلئے عورتوں کو نکلنے کی کوئی ضرورت پیش نہیں ہوگی۔

میں مِن و عن آپ کے استفتاء (فتوی) سے متفق ہوں.................. (مولانا عبدالحق)

رئیس دار الافتاء جامعہ اشرفیہ لاہور

(۱۲)حضرت مولانا مفتی جمیل احمد صاحب تھانوی مدظلہ

میں تقریباً سال بھر سے بیمار ہوں، ڈاکٹروں حکیموں کے علاج میں ہوں مدرسہ میں سے کسی نے جواب نہ لکھا ہوگا، نہ مجھے کہ میں کسی وقت جواب لکھ دیتا۔ آیت ولا تبرجن تبرج الجاھلیۃ الاولی اور اس سے پہلے قرن فی بیوتکن سے گھر سے نکلنے کی ممانعت ہے سوائے سخت مجبوری کے اور عمر زیادہ ہونے کے، اگر ایسا ہوتا اسلامی کام ہوتا تو حضور ﷺ کے عہد مبارک میں اور پھر خیر القرون صحابہ وتابعین کے ہاں بھی ہوتا مگر کہیں نہیں ملتا، گھر سے نکلنے میں جو جو خطرات ہیں وہ ہر طرح سے نکلنے میں ہیں۔ ہمیشہ عورتوں کیلئے مردوں کا سن کر نقل کرنا یا محفوظ مکان میں پردہ میں تقریر سننا ہی منقول ہے۔ اسلئے ایسا کرنا ہو تو ۷۰، ۸۰ سال عمر کی قید ضروری ہے کہ ایسی عمر میں التفات نہیں ہوتا فساد کا خطرہ نہیں ہوتا پردہ بھی واجب نہیں رہتا۔ (دار الافتاء جامعہ اشرفیہ لاہور)

رئیس دارالافتاء مدرسہ نصرۃ العلوم گوجرانوالہ

(۱۳) حضرت مولانا محمد عیسی صاحب مدظلہ

زمانۂ سلف میں عورتوں نے حدیث، فقہ اور تفسیر میں بڑا مقام حاصل کیا ہے جن کا استقصاء مشکل ہے تاریخ اور سیر میں جابجاان کا تذکرہ ملتا ہے۔ علمی میدان میں وہ بعض اوقات اور ازمنہ میں مردوں سے بھی سبقت لے گئی ہیں چاہئے تھا کہ اب بھی ان کی تعلیم اور تعلم کے میدان میں راہنمائی کی جاتی اپنے اپنے گھروں اور شہروں میں باآسانی اس مقصد کو حاصل کیا جا سکتا ہے اور تبلیغی میدان صرف مردوں کیلئے زیبا ہے۔ آنحضرت ﷺ نے اسی سوال کے جواب میں عورتوں کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا،

"جهاد كن الحج" کہ تمہارا جہاد حج ہے۔

اور گھروں سے نکل کر عورتوں کیلئے تبلیغ ہوتی تو قرآن وحدیث میں اس کا واضح ذکر ہوتا جس طرح مردوں کا ذکر ہے۔

ولتكن منكم امة يدعون الى الخير ويأمرون بالمعروف وينهون عن المنكر واولئك هم المفلحون (آل عمران ۱۰٤)

لیکن جہاں ازواج مطہرات کیلئے فرمایا وہاں مايتلى فى بيوتكن کی قید لگادی، واذكرن مايتلى فى بيوتكن من آيات الله والحكمة (الاحزاب ٣٤) اور ذکر کرو جو تمہارے گھروں میں اللہ تعالی کی آیات اور حکمت پڑھی جاتی ہے۔

اس سلسلہ میں مولانا مفتی سیف اللہ حقانی دام مجدہ نے جو حوالے پیش فرمائے ہیں وہ قابل قدر ہیں اور علماء کرام کی نقل کردہ فتاوی تو بالکل واضح اور صریح ہیں فجزاه الله عنا وعن سائر المسلمين (آمین)

شیخ الحدیث دارالعلوم چکوال

حضرت مولانا حمید الله جان صاحب مدظله

حضرت اقدس مولانا فضل اللہ صاحب دامت فیوضا تھم العالیہ منتظم کا یہ فتوی غور سے پڑھا جس کے بالمقابل محترم عزیز القدر مولانا مفتی سیف اللہ صاحب حقانی کا فتوی بھی غور سے پڑھا حقیقت یہ ہے کہ دونوں فتوے نہایت پر مغز نکات پر مشتمل تھے دونوں حضرات نے اس حقیر کو اپنے اپنے فتوی پر رائے ظاہر کرنے کا ارشاد فرمایا تھا حسب ارشاد عرض ہے۔

(۱) اس بات میں کسی کا اختلاف نہیں کہ عورت چاہے جوان ہو یا بوڑھی اپنے شوہر یا ذی رحم محرم کے ساتھ کسی بھی جائز سفر پر جاسکتی ہے اور یہ امت کا تعامل رہا ہے۔

(۲) اس بات میں بھی کسی کا اختلاف نہیں کہ ہنگامی طور پر عورتوں کو جمع کر کے اسلامی احکامات سے عورتوں کو روشناس کرانا سنت نبوی ﷺ ہے وسئل ابن عباس اشهدت مع رسول الله ﷺ قال نعم خرج رسول الله ﷺ فصلى ثم خطب ولم يذكر اذاناً ولا اقامة ثم اتى النساء فوعظهن وذكرهن وامرهن بالصدقة فرايتهن يهدين الى اذانهن وحلوقهن يدفعن الى بلال ثم ارتفع هو وبلال الى بيته متفق عليه ۱ھ (مشکوۃ شریف ص ۱۲۵ ج ۱)

(۳) اس بات میں بھی فقہائے احناف "متفق ہیں کہ علی سبیل العادۃ والاستمرار اجتماعی عمل کیلئے جوان عورتیں گھر سے نہیں نکلیں گی جیسا جماعت کا نماز اور جہاد کے لئے جب تک فرض عین نہ ہو جوان عورتیں عورتیں کا نکلنا ممنوع ہے. قال و لابأس بان يحضر منهن الحرب العجوز الكبيرة فتداوىٰ للجرحىٰ و تسقى الماء و تطبخ للغزاة اذا احتاجوا الىٰ ذالك لحديث عبدالله بن قرط الازدى قال كانت نساء خالد بن الوليد و نساء اصحابه مشمرات يحملن الماء للمجاهدين يرتجزن وهو يقاتل الروم) والمراد العجائز فالشواب يمنعن عن الخروج لخوف الفتنة والحاجة ترتفع بخروج العجائز ۱ھ شرح السير الكبير للسرخسى ص ۱۵۸ ؎۱

دارالافتاء دارالعلوم سرحد پشاور

(۱۵) حضرت مولانا مفتی عبدالطیف صاحب مدظلہ

مروجہ طریق تبلیغ کے متعلق آپ کا بیان کافی وشافی ہے فشكر الله سعيك ورزقك التوفيق لمزيد الخدمة الدينية البتہ راقم الحروف کو ایک صورت کے متعلق تردد ہے کہ وہ بھی ناجائز کے زد میں آئے گا یا جائز کے دائرہ میں آسکے گا اور وہ یہ ہے کہ بلا سفر وخلط رجال ایک ہی محلّہ کی مستورات برقعہ پہن کر اسی محلّہ کے کسی عالمہ فقیہہ کے گھر یومیہ یا ہفتہ وار جمع ہو جایا کریں اور وہ عالمہ دین کا کچھ بیان کرتی رہے اور مستورات بیان سن کر واپس اپنے گھروں کو آتی رہیں تو کیا یہ صورت بھی ناجائز ہو گی ؟

بندہ ناچیز کے ہاں ترمذی شریف کے حدیث مبارک سے جواز معلوم ہوتا ہے ترمذی شریف جلد اول صفحہ ۵ پر لکھتے ہیں۔

باب الاستنجاء بالماء عن عائشہؓ قالت مرن ازواجكن ان يستطيبوا بالماء فانى استحييهم فان رسول الله ﷺ كان يفعله حدیث مبارک سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ عائشہؓ کا خطاب مستورات کو ہے کیونکہ مرن جمع مؤنث امر حاضر کا صیغہ ہے اور فانی استحييهم سے معلوم ہوتا ہے کہ ازواج موجود نہیں اور بالبداھۃ معلوم ہوتا ہے کہ سفر بھی نہیں بلکہ مدینہ طیبہ کا واقعہ ہے تو معلوم ہوا کہ مستورات کو اگر کوئی بی بی عالمہ وعظ فرماتی ہو تو اس میں کوئی حرج نہ ہوگا (دارالافتاء دارالعلوم سرحد پشاور)

؎۱ باقی ص ۳۶ پر)

(۲۱) خطیب مرکزی جامع مسجد ژوب صوبہ بلوچستان

حضرت الاعلامہ مولانا اللہ داد صاحب مدظلہ

(و)(۲۲) مہتمم مدرسہ تعلیم الاسلام ژوب بلوچستان

حضرت مولانا جمال احمد خان صاحب مدظلہ

بندہ نے رسالہ کشف الغطاء عن تبلیغ النساء معہ رد الشبہات اول سے آخر تک بغور ملاحظہ کیا جزاکم اللہ خیر الجزاء کہ آپ نے امت مرحومہ کے آئندہ اہل علم اور دیندار حضرات کیلئے اتمام حجت کا مثال قائم کیا ورنہ تو پھر یہ قول اور استدلال بے جانہ تھا کہ اگر مروجہ نسائی تبلیغ میں نقصان ہوتا تو اسی زمانہ کے علماء و متقین حضرات کیوں خاموش تھے۔ اس بارے میں میرے دل میں یہ خلجان روز اول سے تھا اور کبھی کبھی اس خطرے کا اظہار بھی کیا کرتا تھا کہ اس سے آئندہ مفاسد اور فتن کا خوف بلکہ ظن غالب ہے جیسا کہ خود تبلیغی حضرات اس بات کے قائل ہیں کہ پہلے جو اصول مردوں کے تبلیغ میں تھے اور جو اثرات و انقلاب حالات تین چلوں میں رونما ہوتے اب وہ بوجہ عدم پیروی اصول سال دو سال میں نہیں آئینگے کیونکہ پہلے زمانے میں اصولوں کی پابندی ہوتی تو اس بنا پر اگر ہم موجودہ حالات میں یہ تسلیم بھی کریں کہ عورتیں پردہ کے ساتھ محرم کے ہم سفر گاڑی میں پردہ وہاں گھر میں خاص انتظام وغیرہ قیود کے ساتھ فتنہ سے خالی بھی ہیں تو کیا جیسا کہ مردوں میں وہی اصول جو پہلے تھے اب کمزور بلکہ ناپید ہوئے نسائی تبلیغ میں یہ خطرہ نہیں، یقیناً ہے۔

سدّ ذرائع کے طور پر شریعت نے عورتوں کے تستر کا جو اہتمام کیا حتی کہ مواضع ضروریہ دینیہ تعبدیہ کے علاوہ انکے بروز پر پابندی لگائی بلکہ اذان و رفع صوت بالقرآن تک ممنوع قرار دیا اور استشراف میں تقبل بالشیطان و تدبر بالشیطان وغیرہ فتن پر نشان دہی کر کے قرار فی البیوت لازمی فرمایا یہی تورع اور تقوی ہے۔ شیخ الحدیث مولانا محمد زکریاؒ نے فضائل صدقات میں جو حدیث اور اس کی تشریح فرمائی کہ الشاب شعبۃ من الجنون والنساء حبالۃ الشیطان ص ۴۶۲ اور آپ (صاحب رسالہ مولانا مفتی سیف اللہ صاحب حقانی) کے دیے ہوئے دلائل کافی ہیں مفصل بیان حضرت مولانا مفتی محمد شفیعؒ کے احکام القرآن میں ایک مستقل رسالہ عربی تفصیل الخطاب فی التفسیر آیات الحجاب میں موجود ہے ص ۳۹۳ ج ۳ للذا ہم آپ کے رسالہ کی مکمل تائید کرتے ہیں۔

---

(۲۳) شیخ الحدیث دارالعلوم حنفیہ چکوال

حضرت مولانا الطاف الرحمن صاحب بنوی مدظلہ

دیوبندی مکتبۂ فکر کے ایک عالم جلیل حضرت مولانا محمد الیاس صاحبؒ اخلاص وللّٰہیت ودلسوزی ودردمندی اور جذبۂ نصح وخیر خواہی میں اپنی مثال آپ تھے، مولانا مرحوم کے دیکھنے والے، امت کی زبوں حالی پر ان کی بے تابی وبے چینی اور اصلاح احوال کیلئے ان کی ایسی پرجوش سرگرمیوں کا ذکر کرتے ہیں کہ ہم جیسے بے حسوں کو انکا یقین کرنا بھی مشکل ہو جاتا ہے لیکن جن لوگوں کو امت مسلمہ کا دور اولین کے ان قدسی الصفات داعیوں کے حالات وکیفیات کا کچھ بھی اندازہ ہوتا ہے جن کی گرمیٔ نفس سے آج تک ہمارے بدن ملی کے رگوں میں کسی قدر گرمیٔ خون باقی ہے ان کو ان واقعات میں کوئی اچھنبا محسوس نہیں ہوتا۔ مولانا مرحوم کی گرم جوشیوں کو رب تعالی نے تبلیغی جماعت کا پیکر عطا فرمایا جس کے ذریعے سے امت کے ایک بڑے حصے نے مولانا مرحوم کی فکر مندی میں سے کچھ نہ کچھ حصہ پایا، کم وبیش نصف صدی تک ولولۂ دینی پیدا کرنے کی بہت گرانقدر خدمت انجام دینے کے بعد اب اس جماعت میں کئی نادیدنی تبدیلیاں رونما ہو رہی ہیں لیکن یہ تبدیلیاں ان تبدیلیوں کی طرح نہیں جو دوسری گرم جوش تحریکات میں عام طور پر مقصد فراموشی اور عملی تساہل کی صورت میں نمودار ہوتی ہیں بلکہ یہ تبدیلیاں ایک ایسے غلو کی شکل میں سامنے آرہی ہے جسکی وجہ سے تبلیغ کی یہ ہمہ گیر حرکت ایک فتنے کی شکل اختیار کرتی چلی جارہی ہے یہ غلو تین پہلوں میں بہت واضح ہے۔

(۱) ان کے عوام تو کیا خواص بھی تبلیغ کے اس طریق کار کو حرف آخر سمجھنے لگے ہیں جن پر وہ کاربند ہیں دینی دعوت وتبلیغ کا کوئی بھی دوسرا انداز ان کے ہاں تضییع اوقات کے مترادف اور قطعاً ناقابل قبول ہے۔

(۲) جہاد فی سبیل اللہ کی فضیلت سے متعلقہ تمام آیات واحادیث کو اپنے ہی طریقۂ تبلیغ پر منطبق کرتے ہیں حتی کہ جہاد بمعنی قتال جو ان آیات واحدیث کا بلاریب یقینی مصداق ہے اس کے ماننے کے لئے کھلے دل سے آمادہ نہیں، جہاد افغانستان کے سلسلہ میں ان کے جماعتی رویے نے اس تبدیلی کو بہت زیادہ نمایاں کیا ہے۔

(۳) مردوں سے گزر کر عورتوں میں بھی تبلیغ کے اس طریق کار کو ترویج دینے لگے ہیں جس کی بدولت ایک ایسے کثیر المفاسد فتنے کا خطرہ پیدا ہو گیا ہے جسکا سد باب کرنا پھر آسان نہیں ہو گا ہمارے محترم دوست مفتی دار العلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک مولانا سیف اللہ صاحب مدظلہ نے کشف الغطاعن تبلیغ النساء کے نام سے ایک حد درجہ معلومات افزا اور اپنے موضوع پر کافی شافی رسالہ لکھ کر تمام اہل علم کی طرف اظہار حق کا حق ادا کر دیا ہے لہٰذا وہ جملہ علماء کی طرف سے شکریے کے مستحق قرار پائے ہیں۔

مولانا مدظلہ نے متعدد قطعی نصوص ودلائل سے ثابت کیا ہے کہ مروجہ طریق کار سے عورتوں کا تبلیغ کے لئے نکلنا نہ صرف مستقبل میں فتنہ انگیزی کے خطرے کی وجہ سے نامناسب ہے بلکہ حالاً نفس خروج من البیوت کے لحاظ سے بھی ناجائز وناروا ہے۔ صنف نازک کی ذمہ داریاں گھر کی چار دیواری کے اندر

تک محدود ہیں شریعت حقہ نے اس کی مخصوص فطرت کی بدولت اس کو باہر کی ذمہ داریوں سے سبکدوش فرمادیا ہے خیر القرون اور اسکے قریب قریب مابعد کے ادوار میں بھی عورتوں کا تبلیغ کے لئے اپنے گھروں سے نکل کر قریہ قریہ پھرنے کی کوئی روایت منقول نہیں ہے امہات المؤمنین جیسی امت کے ہر ہر فرد کیلئے قابل احترام اور ممکنہ حد تک ہر خطرے سے پاک بیبیوں کو "وقرن فی بیوتکن" جیسے معنی خیز خطاب کے بعد کسی بھی دوسری عورت کو سخت ترین شرعی ضرورت کے بغیر گھر سے باہر نکلنے کی اجازت دینا کسی بہت بڑی جسارت سے کم معلوم نہیں ہوتا۔

---

(۲۴) دار العلوم واناوزیرستان

حضرت مولانا نور محمد صاحب مدظلہ (ایم این اے)

عالی جاہ مفتی صاحب، سلام مسنون۔ ارسال کردہ مکتوب ملا اور غور سے پڑھا چونکہ جملہ مسائل فقہ حنفی کے متداول کتب سے منقول ہیں جسے کوئی انصاف پسند بلادلیل قوی نظر انداز نہیں کر سکتا ہے۔

(۱) افادہ عام کیلئے عربی عبارات کا عام فہم اردو میں ترجمہ بھی ضروری ہے۔

(۲) علمی اصطلاحی الفاظ کی اردو میں وضاحت ہونی چاہئے۔

(۳) صاحب ہدایہ نے امامت النساء کی ممانعت کیلئے امراہ کی تقدم للنساء کو ستر کے خلاف قرار دیا ہے "ولان فی التقدم زیادۃ کشف" شاید یہ عبارت آپ صاحبان کیلئے کار آمد ہو۔

استفتاء: کیا فرماتے ہیں علمائے دین متین کہ عصر حاضر میں تبلیغ کے لئے جو عورتیں جماعتوں کی شکل میں اندرون ملک یا بیرون ملک کے لئے نکلتی ہیں از روئے شریعت مقدسہ یہ کیسا کام ہے۔

بینوا توجروا

الجواب وھو الموفق:

عام حالات میں تبلیغ یعنی دین کو عام نصیحت وموعظت کی صورت میں بیان کرنا فرض کفایہ ہے قال صاحب الھدایۃ ولا باس بالدخول فی القضاء لمن یشق بنفسه الی ان قال ولانه فرض کفایة لکونه امرا بالمعروف (ھدایه ج۳ ص۱۳۳)

جب اتنے آدمی یہ کام کررہے ہوں کہ بقدر حاجت کام چل رہا ہو تو باقی اہل قدرت کے ذمے سے یہ فرض ساقط ہو جاتا ہے چونکہ عورتوں کا تبلیغ کے لئے خروج مع الکثرۃ الی الآفاق علی سبیل التداعی بغیر ضرورت ہونے کے ساتھ اس پر فتن دور میں قریب الوقوع فتنے کا احتمال رکھتا ہے نیز تبلیغی سفر میں عورت کے ساتھ زوج یا محرم کی رفاقت شرعی معیار کے مطابق نہیں ہوتا۔ مردوں میں سے علماء دین جب تبلیغ کررہے ہیں تو عورتوں کی اور بے علم مردوں کی ضرورت نہ رہی، لہٰذا عورتوں کو تبلیغ کے نام پر

نکلنا مختلف وجوہ کی بناء پر حرام اور بدعت سیئہ میں سے بدعۃ البدعات ہے اور عام مسلمانوں کو ایک ایسے نئے فتنے میں ڈالنا ہے جس کا نمونہ کسی نے خواب میں بھی نہیں دیکھا ہے اس سے شرعاً پرہیز کرنا لازمی ہے۔ فقط (کتبہ، مولوی الحاج محمد ربان شاہ مہتمم مدرسہ ربیع الاسلام کئی ہوں فاضل دیوبند)

الجواب صحیح:

میں مولانا ربان شاہ صاحب کیساتھ تائید کرتا ہوں۔

(مولانا علی اکبر مہتمم جامعہ اسلامیہ انوار العلوم چک ڈاڈان ہنوں)

---

(۲۵) مہتمم جامعہ اشرفیہ پشاور

حضرت مولانا محمد یوسف صاحب قریشی مدظلہ

مولانا سیف اللہ حقانی صاحب نے رسالہ کشف الغطاء عن تبلیغ النساء لکھ کر ایک اہم خدمت انجام دی ہے مولانا صاحب نے کافی دلائل سے اس کو ثابت کیا ہے اس مسئلہ میں مفتیٔ اعظم ہند مفتی کفایت اللہ صاحب کا یہ فتویٰ ہی کافی ہے کہ عورتوں کی تبلیغ کیلئے گھروں سے نکلنے اور سفر کرنے کا یہ طریقہ زمانہ خیر القرون میں مروج نہیں تھا۔ (کفایت المفتی ج د ص ۱۰)

حضرت مولانا محمد یوسف صاحب بھی ایک مکتوب میں فرماتے ہیں۔ "عورتیں اپنے مردوں کو دین سیکھنے کیلئے اندر باہر بھیجیں تاکہ جو کچھ سیکھ کر آئیں وہ ان کو سکھائیں گشت کی قطعاً اجازت نہ دی جائے (سوانح حضرت مولانا محمد یوسف کاندھلوی) آج کل تبلیغی جماعت کے ارباب حل وعقد میں اہل علم کی کمی اور خود ان حضرات کی علماء سے بے اعتنائی کی وجہ سے بہت سی ایسی باتیں سامنے آرہی ہیں جس پر خاموشی علماء کرام کیلئے مشکل بنتی جارہی ہے جب حضرت مولانا محمد الیاس دہلویؒ کا دور تھا اس وقت حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانویؒ بر اویت مولانا مفتی جمیل احمد تھانویؒ رائج الوقت تبلیغ کی نسبت یہ فرمایا "نہ انکارے کنم نہ ایں کارے کنم"

حضرت تھانویؒ اللہ کے ولی تھے اس دور میں یہ فرمایا مولانا قاضی عبد السلامؒ خلیفہ مجاز حضرت تھانویؒ اس پر تبصرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں "یہ بھی حضرت دہلوی کے اس ابتدائی دور کی نسبت فرمایا ہے رہی آج کل کی یہ عوامی رسمی تبلیغ اللہ پناہ اس کی حقیقت کو جاہل مبلغوں نے کچھ اور بنا ڈالا ہے۔ (شاہراہ تبلیغ ص ۹۱) علماء کا ہر دور میں یہ فرض رہا ہے کہ وہ قرآن وسنت کی روشنی میں بلا خوف لومۃ لائم دین کے احکامات بیان کریں

علماء کرام اور قارئین سے درخواست ہے کہ اپنے تاثرات و مشورے لکھتے رہیں

(بقیہ ص ۱۳ کا)

ج ۱ (ویکره حضور الجماعة) ولو لجمعة وعید ووعظ (مطلقا) ولو عجوزاً لیلاً (علی المذهب) المفتیٰ به لفساد الزمان واستثنیا الکمال لحثاً العجائز المتفانیه

ه‍ ۱ درمختار الهاشمی ردالمختار ص ۵۲۹ ج ۱ واضح رہے کہ کسی بھی مقلد کے لئے ائمہ مذہب کی تصریح اور مرجحین کی ترجیح کے ہوتے ہوئے کسی مرجوح قول پر فتویٰ دینا یا عمل صحیح نہیں۔

وان الحکم والفتیا بالقول المرجوح جهل وخرق للاجماع وان الحکم والملفق باطل بالاجماع وان الرجوع عن التقلید بعد العمل باطل اتفاقاً وهو المختار فی المذهب اه درمختار اس پر علامہ شامی تحریر فرماتے ہیں (قوله وان الحکم والفتیا الخ) وکذا العمل به لنفسه قال الشر بلالی فی رسالة النقد الفرید فی جواز التقلید مقتضی مذهب الشافعی کما قال له السبکی منع العمل بالقول المرجوح فی الافتاء والقضاء دون العمل لنفسه ومذهب الحنفیة المنع عن المرجوح حتی لنفسه لکون المرجوح صار منسوخاً ۵۱ ردالمحتار ص ۲۹ ج ۱

لہٰذ جوان عورتوں کو کئی دنوں کیلئے اجتماعی صورت میں تبلیغ کے لئے نکلنا شرعاً ممنوع ہے البتہ ان بوڑھی عورتوں کے لئے جن کا سراپا نظر شہوت کے قابل نہ رہا ہو جہاد پر قیاس کر کے تبلیغ کے لئے نکلنے کی گنجائش ہے مگر شوہر یا ذی رحم محرم کا ساتھ ہونا ضروری ہے۔ والخوف عند اجتماعهن اکثر ه ابدائع الصنائع ص ۱۲۳ ج ۲

ائمہ مذہب کے تصریحات کے ہوتے ہوئے کسی مقلد کو مخالفت کا حق حاصل نہیں (واللہ اعلم)

حق کہنے والے کہاں گئے ......؟

شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی لاہوری رحمتہ اللہ نے فرمایا...... کیا تمہیں حق کہنے والے مر گئے ہیں......؟ میں تمہیں اسلئے کھری کھری سناتا ہوں کہ میں تم سے روٹی نہیں مانگتا...... یار کھو: تنخواہ لینے والے (اور مفاد پرست انسان) کبھی تمہیں حق نہیں کہہ سکتا...... اسے ہر وقت یہی خیال ہوگا کہ) حق کہنے میں) کہیں میری روٹی بند نہ ہو جائے...... وہی شخص حق کہہ سکتا ہے...... جو تم سے بالکل بے نیاز ہو......اور کسی قسم کا طمع نہ رکھے بالکل بے نیاز ہو اور کسی قسم کا طمع نہ رکھے۔

ف: ہماری دلی دعاء ہے کہ اللہ پاک حق کہنے والے علماء کی قبر کو اپنی رحمت اور فضل سے بھر دے اور ایسے علماء ہمیں نصیب فرمائے آمین۔

کیا مروجہ تبلیغ میں عورتوں کا نکلنا جائز ہے؟

ام المدارس ...... دار العلوم دیوبند کا فتوی

الجواب و با اللہ التوفیق : قرآن پاک میں عورتوں کیلئے اپنے گھروں میں رہنے کا حکم دیا ہے۔ ہاں! ضرورت شدیدہ کی بناء پر پردہ کیساتھ نکلنے کی اجازت ہے۔ پنجوقتہ نماز کیلئے محلّہ کی مسجد جانا بھی ممنوع ہے جبکہ وہ سنت مؤکدہ بلکہ واجب کے درجہ پر ہے پھر تبلیغ کیلئے نکلنے کی اجازت کیسے ہو سکتی ہے جبکہ عورتوں کو تبلیغ ودعوت کا مکلّف شریعت نے نہیں بنایا ہے؟ تعلیم واصلاح کا بہانہ لیکر ادھر ادھر دور دراز تبلیغ کے لئے (عورتوں کا نکلنا اور نکالنا) ایک فتنہ کا دروازہ کھولنے کے مترادف ہے۔ عورتیں اپنے شوہروں (محرموں) سے یا محلہ پڑوس کے اہل علم سے پردہ کی پوری رعایت کیساتھ مسائل واحکام سیکھیں...... اور آج کے فتنہ وفساد کے دور میں ہرگز باہر نہ جائیں۔ نئی رسم کی داغ بیل نہ ڈالنے دیں۔ خیر القرون میں یہ طریقہ رائج نہ تھا۔ نہ ہی قرآن وحدیث میں اس کا ذکر ملتا ہے اسلئے یہ واجب الترک ہے اسکے نتائج بڑے گھناؤنے بعض علاقوں میں نکل چکے ہیں...... فقط والسلام (کتبہ) (حضرت مولانا مفتی) حبیب الرحمان عنہ (مفتی دار العلوم دیوبند

۲۰ ربیع الاول ۱۴۱۲ھ (ت ۱ : ۱۹) (ت ۴ : ۱۸...... ۴ : ۴۰)

مفتی اعظم...... دار العلوم دیوبند کا تازہ فتوی

مروجہ تبلیغ کیلئے عورتوں کا نکلنا اور نکالنا قطعاً ممنوع وناجائز ہے...... اس مروجہ تبلیغ کا پتہ خیر القرون میں بلکل نہیں ملتا بلکہ من احدث فی امرنا هذا ما ليس منه فهو رد (یعنی جس نے ہمارے دین میں کوئی نئی بات ایجاد کی جو دین میں نہیں وہ مردود ہے) میں داخل ہے۔ عزیزم مفتی حبیب الرحمٰن سلمہ کا جواب بالکل صحیح ودرست ہے۔ کتبہ محمد نظام الدین (۹ رمضان المبارک ۱۴۱۹ھ) (ت ۱ : ۲۹) (ت ۴ : ۴۰)

فتوی...........فقیہ العصر

حضرت مولانا مفتی محمد فرید صاحب دامت برکاتہم

(مفتی اعظم دار العلوم حقانیہ.......و.......مہتمم دار العلوم صدیقیہ زروبی پاکستان)

سوال: مروجہ تبلیغ میں خواتین کا نکلنا درست ہے یا نہیں؟

الجواب: کیونکہ موجودہ تبلیغ نسواں میں شرائط معتبرہ غیر متیقن ہیں......بسا اوقات غیر والد کو......والد قرار دیتے ہیں لہذا میں اس تبلیغ نسواں سے مخالف ہوں۔

---------(واضح رہے کہ برطانیہ میں بھی عورتوں کو بلا محرم نکالتے ہیں۔ مدیر)---------

حضرت مفتی صاحب نے پہلے پہل مستورات کی جماعت کے بارے میں جواز کا فتوی دیا تھا۔ الحمد لله: اب انہوں نے رجوع فرمالیا ہے۔ آپ کا فتوی یہ بھی ہے کہ مروجہ تبلیغی کام (سرے ہی سے) بدعت حسنہ ہے۔

حضرت مولانا محمد الیاس صاحب رحمۃ اللہ کے خلیفہ اجل حضرت مولانا احتشام الحسن صاحب کاندھلوی رحمۃ اللہ نے لکھا ہے کہ یہ کام حضرت مولانا الیاس صاحب کے دور میں بدعت حسنہ تھا۔ انکے بعد یہ کام اور بھی نیچے گر چکا ہے......دار العلوم کراچی کے فتوی میں ہے کہ یہ کام فرض نہیں ہے۔ یہ بات بھی ذہن نشین رہے کہ نہ تو مولانا الیاس صاحب......نہ حضرت جی مولانا یوسف صاحب......نہ حضرت جی مولانا انعام الحسن صاحب......نہ حضرت شیخ الحدیث صاحب......نہ مولانا محمد عمر صاحب رحمہم اللہ......اپنی مستورات کو جماعت میں لے گئے تھے اور......نہ کسی محرم کیساتھ بھیجا تھا۔

حضرت مولانا محمد یوسف صاحب لدھیانوی مدظلہ نے فرمایا کہ سو (بندہ کے نزدیک کروڑ۔ ابراھیم یوسف باوا) گمراہیوں کی ایک گمراہی یہ ہے کہ آدمی کا اعتماد سلف صالحین پر سے اٹھ جائے (اشرف العلوم)۔ (اور سلف صالحین مفتی اعظم حضرت مفتی محمد کفایت اللہ صاحب......صدر مفتی دار العلوم دیوبند حضرت مفتی سید مہدی حسن صاحب......صدر مفتی مظاہر علوم سہارنپور حضرت مفتی سعید احمد (رحمہم اللہ) کے فتاوی ہیں کہ مستورات کی جماعت جائز نہیں۔ (جو لوگ مستورات کی جماعت میں جاتے ہیں اور نکالتے ہیں اور اسکی تائید کرتے ہیں......وہ بقول حضرت مولانا لدھیانوی سو گمراہیوں میں مبتلاء ہیں۔

اللہ تعالی انکو نیک توفیق دے آمین۔ ادارہ)

.............(ت ۴: ۴۰)

حضرت مولانا سیف اللہ حقانی صاحب کو اللہ تبارک و تعالیٰ جزائے خیر عطا فرمائے انہوں نے ایک اہم مسئلہ پر قلم اٹھا کر اپنا فرض ادا کیا ہے۔

ردالشبہات

☆☆بعض حضرات ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے جنگ جمل میں خروج سے استدلال کررہے ہیں مگر یہ استدلال چند وجوہ سے درست نہیں ہے۔

(۱)اول یہ کہ آج کی عورتوں کا قیاس ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ پر اور اسی طرح آج کے رجال کا قیاس صحابہ و تابعین رضی اللہ تعالیٰ عنھم پر قیاس مع الفارق ہے۔ جناب نبی کریم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے خیر امتی قرنی ثم الذین یلون ھم ثم ان بعدھم قومایشھدون ولایستشھدون ویخونون ولایئتمنون وینذرون ولایوفون ویظھرفیھم السمن متفق علیہ مشکوٰۃ (۵۵۴ ج۲)

توکہاں آج کا اور کہاں صحابہ و تابعین کا زمانہ دونوں میں بون بعید موجود ہے

(۲)دوم یہ کہ وہ اپنے اجتہاد کے مطابق ایک ضرورت کے تحت تشریف لے گئی تھی اور وہ ضرورت حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قصاص لینے کی کوشش تھی اور اس مقصد اور ضرورت کو حاصل کرنے کیلئے مسلمانوں کو تیار کرنا تھا اور ان میں بیداری کی روح پھونکنا تھا جبکہ مروجہ نسائی تبلیغ کی کوئی اجتہادی ضرورت موجود نہیں ہے

(۳)سوم یہ کہ حضرت عائشہؓ نے بعد میں اس خروج اور اس واقعہ کو ایک اجتہادی غلطی ٹھرا کر اس پر شدت سے ندامت کا اظہار فرمایا۔ تاریخ اسلام لاکبر شاہ خان نجیب آبادی ص ۲۶۰ ج ا میں ہے (جنگ جمل کے بعد) حضرت عائشہ نے فرمایا کہ کاش میں آج کے واقعہ سے بیس برس پہلے مر جاتی۔

☆☆بعض حضرات صحابہ وغیرھم کے زمانہ میں جہاد میں عورتوں کے خروج سے استدلال کررہے ہیں اس کا جواب یہ کہ اس کے باوجود فقہاء جہاد میں جوان عورتوں کے خروج کو ممنوع ٹھرارہے ہیں۔ ہندیہ میں ہے ولا تخرج الشواب لمداوۃ الجرحی وسقی الماء والطبخ والخبز لاجل الغزاۃ واماالعجائزاخ (ص ۱۹۰ ج ۲)

جس سے معلوم ہورہاہے کہ جوان عورتیں جہاد کے لئے نہیں نکلی ہے اور یا یہ کہ فساد زمان کی وجہ سے فقہانے جوان عورتوں کا خروج ناجائز اور ممنوع ٹھرایا ہے اور راقم الحروف کہتا ہے زمان حال کے شدت فساد کی وجہ سے غیر جوان عورتوں کا خروج بھی ممنوع ہوگا جس پر فقہاء کی تصرحات

جوباب حضور النساء للجماعات میں مذکور ہے شاہد اور دال ہے

(۳) اور بعض حضرات کہ رہے ہیں کہ نساء کا خروج الی جماعات الرجال ممنوع ہے جبکہ مروجہ نسائی تبلیغ میں ایسا نہیں ہوتا ہے اس کا جواب بنابر تسلیم یہ ہے کہ موجب۔ قرن فی بیوتکن بلاضرورت عورتوں کا خروج مطلقاً ممنوع ہے اور یہی وجہ ہے کہ فقہاء عورتوں کو زیارت قبور سے منع کررہے ہیں حالانکہ اس میں خروج الی جماعات الرجال نہیں ہے (ردالمختار ص ۶۶۵ ج ۱) اور اگر عورتوں کا خروج جبکہ الی جماعات الرجال نہ ہو جائز ہوتا اور قرن فی بیوتکن کے دائرہ میں داخل نہ ہوتا بلکہ اس سے مستثنیٰ ہوتا تو اس کی تفسیر مفسرین کچھ اسطرح لکھ دیتے لا تخرجن الی مجمع الرجال ولاباس علیکن فی الخروج لاالی مجمع الرجال اور مفسرین اس آیت کی وجہ سے عورتوں کا بلاضرورۃ مطلق خروج منھی عنہ نہ ٹھہراتے بلکہ خروج الی مجمع الرجال ممنوع ٹھہراتے مگر ایسا نہیں ہے بلکہ اللہ کے اس ارشاد گرامی کی وجہ سے مفسرین اور فقہائے عورتوں کا لزوم فی البیت مامور اور خروج ممنوع ٹھہرایا ہے۔

امام حجۃ الاسلام ابی بکر احمد بن علی الرازی الجصاص الحنفی اللہ تعالی کے اس ارشاد گرامی وقرن فی بیوتکن (سورۃ الاحزاب) کے تحت تحریر فرمارہے ہیں وفیہ الدلالۃ علی ان النساء مامورات بلزوم البیت منھیات عن الخروج (ص ۳۶۰)

اور تفسیر ابن کثیر میں ہے

وقرن فی بیوتکن ای الزمن بیوتکن فلا تخرجن لغیر حاجۃ اور اگر یہ کیا جائے کہ عورتیں بھی مردوں کی طرح اصلاح کے محتاج ہے لہٰذا مروجہ طریق سے عورتوں کی جماعتوں کا نکلنا قابل اعتراض نہیں ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ اس سے انکار نہیں کیا جاسکتا ہے کہ عورتیں بھی اصلاح کے محتاج ہیں مگر انکی اصلاح اس پر منحصر نہیں ہے کہ خود عورتوں کی جماعتیں نکل جائیں لہٰذا اس وجہ سے کہ عورتیں بھی اصلاح کے محتاج ہیں ان کی جماعتوں کے نکلنے کو درست اور مورد اعتراض نہ کہنا صحیح نہ ہوگا، جب کہ زمان کی وجہ سے ان کی جماعتوں کا نکلنا فسادات اور فتن کے دروازوں کے کھولنے کا سبب بننا بعید نہیں بلکہ اقرب ہے۔ اور بعض حضرات کہہ رہے ہیں کہ عورتوں کی جماعات کے نکلنے میں اچھے نتائج برآمد ہوئے ہیں لہٰذا اس کی اجازت دینی چاہئے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ بعض اوقات محرم سے تداوی کی صورت میں جلد صحت اور آرام اور اچھے نتائج حاصل ہوتے ہیں مگر پھر بھی شریعت نے تداوی بالحرم کو ممنوع ٹھہرادیا ہے جبکہ بلاضرورت ہو ہاں جبکہ کسی حاذق وماہر مسلمان ڈاکٹر کی یہ رائے ہو کہ مریض کا علاج محرم کے علاوہ کسی بھی حلال چیز سے ممکن نہیں ہے تو تب تداوی بالحرم ممنوع نہیں ہوتا ہے۔ چونکہ بلاضرورت عورتوں کا خروج بموجب قرن فی بیوتکن ممنوع ہے اور ان کی اصلاح بداھۃً اس میں

منحصر نہیں ہے لہٰذا اس حوالہ سے اس کو غیر ممنوع کہنا مشکل ہے۔
ماہنامہ الخیر نومبر ۱۹۹۵ء کے شمارہ میں محترم المقام مولانا قاضی عبدالکریم صاحب دامت برکاتہم نے بندہ کے رسالہ "کشف الغطاء عن تبلیغ النساء" جس میں عورتوں کا تبلیغ میں نکلنے کی ممانعت متعدد فقہی دلائل سے ثابت کی گئی ہے پر کچھ شبہات پیش کیئے ہیں۔ ذیل کے مضمون میں ان شبہات کے جوابات تحریر کیئے جاتے ہیں۔
جناب قاضی صاحب تحریر فرماتے ہیں "امر بالمعروف اور نہی عن المنکر، تبلیغ احکام، اور وعظ و نصیحت جس طرح مردوں کا وظیفہ ہے اسی طرح مسلمان عورتوں کا بھی ......الخ
الجواب: نفس امر بالمعروف اور نہی عن المنکر اور نفس تبلیغ شرعی فریضہ ہے نہ کہ مروجہ طریقہ سے۔ اور نفس تبلیغ وار امر بالمعروف و نہی عن المنکر بھی عام حالات میں فرض کفایہ ہے (شرح مسلم لنووی ص ۱۵۱ ج ۱) اور چونکہ رجال کے ذریعہ یہ فریضہ ادا کیا جارہا ہے لہٰذا اس فرض کفایہ کے ادا کرنے میں عورتوں کو حاجت نہ رہی اور نہ ہی اس فرض کی ادائیگی کیلئے ان کو خروج کی اجازت دی جاسکتی ہے۔ (والتفصیل فی کشف الغطاء)
جناب قاضی صاحب نے آیت والمؤمنون والمؤمنات بعضهم اولياء بعض يامرون بالمعروف الاية اور حدیث فليبلغ الشاهد الغائب سے استدلال کرتے ہوئے تحریر فرمایا ہے۔ کہ لتامرون بامعروف والتنهون عن المنكر کی روایات اتنی کثیر ہیں جن کا احصاء ناممکن ہے، کسی ایک حکم میں عورتوں کو اس حکم سے مستثنیٰ نہیں کیا گیا ہے۔ اور جس طرح تمام احکام میں مذکرین کے صیغوں میں عورتیں تغلیباً شامل ہیں اسی طرح یہ حکم بھی سب کو شامل ہے اور اوپر کی آیت میں تو مومنات کا لفظ صراحتہ موجود ہے ایسے نصوص کے باوجود (مولانا حبیب الرحمٰن صاحب مفتی دارالعلوم دیوبند) کا یہ لکھنا بہت عجیب ہے کہ "جبکہ عوتوں کو تبلیغ ودعوت کا مکلف شریعت نے نہیں بنایا ہے"۔
راقم الحروف کہتا ہے کہ دارالعلوم دیوبند کے حضرت مفتی صاحب کے اس جملہ کا مطلب یہ ہے کہ جس درجہ میں مردوں کو دعوت و تبلیغ کا مکلف بنایا گیا ہے اس درجہ میں عورتوں کو نہیں مگر راقم الحروف یہاں اتنا عرض کرے گا کہ واركعوا مع الراكعين اور قاتلوهم حتى لا تكون فتنة اور الصلاة واجبة عليكم خلف كل مسلم برا كان او فاجرا (ابوداؤد) اکابر امت نے عورتوں کے خروج الی الجماعۃ کو منع نہیں ٹھہرایا ہے؟ اور کیا غیر متقفانیات منہن کے خروج الی الجہاد پر پابندی نہیں لگائی ہے۔؟ تو ان فقہاء امت کے بارے میں کیا کہا جائے گا؟
جناب قاضی صاحب اپنے مضمون کے شق ب میں تحریر فرمارہے ہیں "رہا مروجہ طریقہ تبلیغ تو یہ تو رجال میں بھی آپ کے بقول طریقہ مستحدثہ ہے (کشف ص ۳) تو ظاہر ہے کہ خیر القرون میں یہ طریقۂ تبلیغ رجال میں بھی نہ تھا اس کے باوجود آپ فرماتے ہیں "جو کہ عندالعلماء مستحسن بھی ہے

اور افید بھی ا ے قولہ معلوم ہوا خیر القرون میں نہ ہونے کے باوجود بھی کوئی طریقہ عند العلماء مستحسن بھی ہو سکتا ہے اور مفید بھی اور اس لئے رجالی تبلیغ کے اس طریقہ مستحدثہ کے خلاف کسی فتوے کی ضرورت آپ نہیں سمجھتے لیکن نسائی تبلیغ کو آپ کے مویدین اسی دلیل سے واجب الترک قرار دیتے ہیں کہ چونکہ خیر القرون میں یہ طریقہ رائج نہ تھا۔

الجواب:۔ وجہ فرق یہ ہے کہ نسائی تبلیغ مروج موجب فساد اور اس میں غالب احتمال فساد کا موجود ہے جبکہ رجالی تبلیغ میں وہ فساد نہیں ہے جو نسائی تبلیغ میں ہے اور اس کے علاوہ مروجہ نسائی تبلیغ کے منع کی تائید فقہ سے بھی ہو رہی ہے۔

اس کے بعد جناب قاضی صاحب دامت برکاتہم نے مضمون کے شق "ج" میں عمرہ اور نفلی حج پر قیاس کر کے جواز نکالنے کی کوشش فرمائی ہے اس کا جواب یہ ہے کہ یہ قیاس مع الفارق ہے کہاں یہ جزوی واقعات اور کہاں تحریک کی شکل میں عورتوں کی جماعت در جماعت یہ اخراج و خروج۔

مضمون کے اسی شق کے آخر میں فرماتے ہیں "بہر حال اس سلسلہ میں امر بالمعروف نہی عن المنکر اور تبلیغ کے فرض کفایہ یا فرض عین کی بحث چھیڑنا بالکل بے محل اور غیر ضروری تھا۔ بلکہ خروج عن الموضوع ہے مسئلہ عورت کے سفر کرنے کا ہے ...... الخ۔

الجواب : اگر لا تقربا ہذہ الشجرۃ اور لا تقربوا الزنا اور شریعت کے حفظ ماتقدم کی تدابیر کو دیکھا جائے تو یہ بحث با محل اور ضروری ہوگا اور موضوع بھی سفر المرءۃ نہیں ہے بلکہ مروجہ نسائی تبلیغ ہے

جاب قاضی صاحب شق "د" میں فرماتے ہیں "اب رہے خطرات اور خدشات تو بالکل صحیح ہیں اس میں کوئی اختلاف نہیں" راقم الحروف کہتا ہے کہ میرے اکابرین ومؤیدین دامت برکاتہم تو ان خطرات اور خدشات ہی کی وجہ سے منع پر زور دے رہے ہیں نیز یہ تو بڑے تعجب کی بات ہے کہ خطرات و خدشات تو تسلیم ہیں اور منع سے انکار۔ علت تسلیم ہے اور معلول سے انکار۔ جناب قاضی صاحب آگے تحریر فرماتے ہیں "مگر میں ایسے میں کسی مامور بہ کے خلاف محاذ قائم کرنا جائز نہیں"

محترما! مامور بہ نفس تبلیغ ہے نہ کہ تبلیغ بہ طریقہ معروفہ و مروجہ۔ لہٰذا تبلیغ بہ طریقہ مروجہ کو مامور بہ کہنا درست نہیں ہے۔ تعجب کی بات یہ ہے کہ عوام کی طرح خواص بھی تبلیغ بہ طریقہ مروجہ خواہ وہ رجالی ہو یا نسائی مامور بہ سمجھنے لگے ہیں اور اسی لئے تو حضرت قاضی صاحب تحریر فرماتے ہیں "اور مامور بہ ہونا اوپر کی آیت اور آثار کثیرہ شہیرہ سے عرض کیا جاچکا ہے۔" حالانکہ مامور بہ نفس تبلیغ ہے نہ کہ تبلیغ بہ طریقہ مروجہ وگرنہ پھر تو تمام امت سابقہ ایک مامور بہ کی تارک بن جائیگی کیونکہ طریقہ مروجہ سے تبلیغ امت سابقہ میں موجود نہیں تھا۔ اسکے علاوہ یہ عرض کیا

جاوے گا کہ نماز باجماعت مثلاً تو یقیناً مامور بہ ہے مگر تمام فقہاء نے بالاتفاق عورتوں کیلئے خروج الی الجماعۃ کو منع کیا ہے بلکہ خود گھر کے اندر باوجود پردہ ہونے کے ان کی نماز باجماعت پر پابندی لگائی ہے۔ در مختار میں ہے ویکرہ تحریما جماعۃ النساء ولو فی التراویح صفحہ ۴۱۸ ج ا) تو ان فقہاء کرام کے بارے میں کیا کہا جاویگا۔ قاضی صاحب آگے تحریر فرماتے ہیں بلکہ ان خطرات کو دور کرنا اور ان کو ختم کرنے کی کوشش کرنا علماء کا فرض ہے۔"

الجواب: محترما! ان خطرات کو دور کرنے کا راستہ صرف اور صرف منع ہے اور یہی وجہ ہے کہ فقہاء کرام نے خروج الی الجماعۃ کے منع کا حکم دیا ہے کسی اور تدبیر کی تعلیم نہیں دی۔ علماء امت کی بھی نا جائز امر کی نشاندہی اپنا فرض منصبی سمجھتے ہیں اب اگر نسائی تبلیغ کے مروجہ طریقہ کار کو علماء کرام شرعی دلائل کی روشنی میں نا جائز قرار دے رہے ہیں تو ان کو کسی مامور بہ کے خلاف محاذ قائم کرنے کا الزام کیوں دیا جا رہا ہے حالانکہ مضمون کے آخر میں جناب قاضی صاحب خود بھی مروجہ رجالی تبلیغ کی بعض خامیوں پر شدت سے نکیر فرما رہے ہیں اور ان کی نشاندہی فرما رہے ہیں تو کیا وہ بھی کسی مامور بہ کے خلاف محاذ بنا رہے ہیں۔

تمھارے زلف میں پہنچی تو حسن کہلائی
وہ تیرگی جو میرے نامہ سیاہ میں ہے۔

مضمون کے اسی شق میں جناب قاضی تحریر فرما رہے ہیں "لیکن مخلوط اجتماع کے نا جائز ہونے سے غیر مخلوط اجتماع کو نا جائز قرار دینا جبکہ اس کی سخت ضرورت بھی ہو قیاس مع الفارق کی ایک انوکھی مثال ہے۔"

الجواب: بات مخلوط بالفعل اور غیر مخلوط اجتماع بالفعل کی نہیں ہے بلکہ بات مروجہ انداز میں عورتوں کی جماعتیں نکلنے اور نکالنے کی ہے اور یہ غالب الفساد ہے آج نہیں تو کل ضرور خلط وفساد آکر رہے گا لہٰذا خلط بالفعل اور عدم خلط بالفعل کی بات چھیڑنا خروج عن الموضوع ہے۔ نیز سخت ضرورت کا دعویٰ بھی بلا دلیل ہے کیونکہ یہ ضرورت رجال کے ذریعہ پوری کی جاسکتی ہے تو عورتوں کو درمیان میں لانے کی کیا ضرورت ہے جبکہ ان کے خروج میں کثیر مفاسد کا احتمال تو کیا بقول حضرت مفتی حبیب الرحمٰن صاحب دامت برکاتہم (دار العلوم دیوبند) "اس کے نتائج بڑے ضھناؤنے بعض علاقوں میں نکل چکے ہیں۔ اسی شق میں قاضی صاحب نے ایک سوال اٹھایا ہے کہ کیا جناب نبی کریم ﷺ سے صحابیات رضی اللہ تعالیٰ عنھن نے درخواست نہیں کی تھی کہ ہمارے لئے کوئی وقت مقرر فرمایا جائے جس میں صرف عورتوں کو خطاب ہو اور کیا آپ ﷺ نے ان کو یہ نہیں فرمایا تھا کہ فلاں وقت فلاں جگہ اکھٹی ہو جائیں اور کیا پھر وہاں تشریف لے جاکر آپ ﷺ نے ان کو خصوصی خطاب نہیں فرمایا تھا۔ ...... الخ

الجواب : اس بحث کا موضوع سے کوئی تعلق نہیں لہذا تقریب تام نہیں۔ جناب قاضی صاحب نے اپنے مضمون کے شق "ھ" میں ایک دوسرا سوال اٹھایا ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ اگر کوئی عورت تنہا عورتوں کو وعظ سنائے تو اس میں کیا حرج ہے اور فوائد ضرور موجود ہیں۔

الجواب : یہ خروج عن البحث ہے بحث ایک تحریک کی شکل میں عورتوں کے نکلنے اور نکالنے میں ہے۔ مضمون کے شق واو میں جو کچھ کہا گیا ہے اس کا جواب بار بار ہو چکا ہے۔ مضمون کے شق "ز" کے آخر میں فرمایا گیا ہے کہ "مولانا محمد یوسف کاندھلویؒ کی تجویز (عورتوں کی تبلیغ میں صرف یہ کہا جاوے کہ عورتیں دینی کتب پڑھیں پڑھائیں اور سنائیں۔ اسلامی رواج کی پوری پابندی کریں اور اپنے متعلقین کو بھی اس کا پابند کریں اپنے مردوں کو تبلیغ کیلئے بھیجیں تا کہ جو کچھ وہ سیکھ کر آئیں وہ ان کو سکھائیں) سونے پر سہاگہ ہے۔ لیکن یہ تجویز کیا عملاً چل پڑی ہے اور چل سکتی ہے ؟ (کیوں جناب یہ کوئی امر محال ہے ؟ راقم) خود تبلیغ کے اصاغر و اکابر اس کو کیا سمجھتے ہیں اُ

الجواب : تبلیغ کے اکابر و اصاغر اس کو جو بھی سمجھیں مگر حضرت جی مولانا محمد یوسف کاندھلوی نے اس تجویز کی روشنی میں اس فتنہ وفساد پر تنبیہ دی ہے جو جماعۃ النساء کے خروج کی صورت میں محتمل ہیں۔ مضمون کے شق "ح" میں کہا گیا ہے کہ "آپ فرماتے ہیں کہ فاسق و فاجر عورتیں اغراض فاسدہ سے اس میں شامل ہو جائیں گی اور دوسروں کو بھی فتنہ و فساد میں مبتلا کر دیں گی۔ عرض یہ ہے کہ یہ کوئی نیا خدشہ نہیں ہے کالی بھیڑیں کہاں نہیں...... الیٰ قولہ ان کے خوف سے کیا سارے اچھے کام چھوڑ دیئے جائیں گے۔

الجواب : یہاں غالب غیر غالب اور ناشی عن دلیل اور لا من دلیل سے فرق کیا جا سکتا ہے۔ مضمون کے شق "ط" میں قاضی صاحب دامت برکاتہم تحریر فرماتے ہیں "ایسے عام الخیر تحریک کی مخالفت میں محاذ بنا لینا کسی طرح سمجھ میں نہیں آتا"

الجواب : مگر کسی تحریک کی ہر بات میں اندھی تقلید کرنا بھی کسی طرح سمجھ میں نہیں آتا اور اسی شق کے آخر میں فرماتے ہیں "اور ملک بھر کے علماء و فضلاء اگر اس میں یعنی مروجہ نسائی تبلیغ کے منع میں شریک ہو رہے ہیں تو یہ امت کی بہت بڑی بدقسمتی ہو گی۔"

الجواب : ایک عظیم فتنہ کی روک تھام کیلئے ملک بھر کے علماء و فضلاء کی شرکت امت کی ایک عظیم خوش قسمتی ہو گی۔

مضمون کے بالکل آخر میں رجالی تبلیغ میں موجود بعض خامیوں کی نشان دہی کی گئی ہے تو میں عرض کرونگا کہ نساء جو حبائل والشیاطین ہیں ان کے مروجہ طریقہ تبلیغ میں بالآخر وہ خامیاں اور فتنے رونما ہونگے کہ الامان والحفیظ۔ اور پھر ان کا تدارک بھی آسان نہیں ہو گا۔

مروجہ تبلیغی تحریک جاری کرنے کی اصلی وجہ اور مقصد

حکیم الاسلام اور سابق مہتمم دار العلوم دیوبند اور خلیفہ اجل حکیم الامت مجدد الملت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ تعالی علیہ ...... حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب رحمۃ اللہ تعالی علیہ نے فرمایا کہ میں اس مجلس میں حاضر تھا جس میں (بانی تبلیغ) حضرت مولانا محمد الیاس صاحب رحمۃ اللہ تعالی علیہ نے فرمایا کہ : میرا مقصد اس دعوت و تبلیغ سے یہ ہے کہ لوگ اسکے بعد تعلیم کی ضرورت محسوس کریں تاکہ معلمین (علماء کرام) کے پاس جاکر وہ علم دین سیکھیں ...... اور مشائخ کے پاس جاکر اپنے اخلاق کی تربیت کرائیں ...... ہم نے تو صرف جذبہ پیدا کر دیا ہے کہ اپنے اخلاق درست کرو۔ ...... آپنے ایک مرتبہ حضرت شیخ الحدیث صاحب رحمۃ اللہ تعالی علیہ کو لکھا کہ میری پرانی چاہت ہے کہ تبلیغی جماعتوں کو خانقاہوں میں اہل اللہ کے پاس تعلیم و تربیت کیلئے روانہ کروں ...... اور مرکز نظام الدین کے ذمہ داروں کو بھی لکھا کہ تم خانقاہ میں جایا کرو۔ صد افسوس کہ آج ان باتوں میں سے کسی پر عمل نہیں ہو رہا ہے اور جاہلوں کو جماعتیں سونپکر نکال رہے ہیں جس سے گمراہی پھیل رہی ہے۔

رحمۃ اللہ علیہ

حضرت مولانا سعید احمد خان صاحب مدظلہ

(خلیفہ اجل حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحب مہاجر مدنی رحمۃ اللہ و روح رواں تبلیغی جماعت)

مدینہ منورہ سے بعد دعاء سلام لکھتے ہیں : جناب کی تصنیفات دینی ...... جو مختلف موضوعات پر لکھی گئیں ...... بہت مفید ثابت ہوئیں اور ان سے عوام و خواص کو بہت فائدہ ہو رہا ہے ...... ایک زمانہ فقہاء کا گذرا ہے جنہوں نے قرآن و حدیث سے مسائل و اصول منضبط اور استنباط کئے۔ انکی روشنی میں امت مسلمہ صحیح راستہ پر چل رہی ہے ...... دوسرا زمانہ محدثین کا گذرا۔ انھوں نے احادیث کے جمع کرنے اور غلط و صحیح میں امتیاز کرنے میں ایسی جدوجہد کی کہ حق کو باطل سے علیحدہ کر دکھلایا۔ آج امت مسلمہ اس سے نور ایمان کی روشنی لے رہی ہے اور اس سے چل رہی ہے ...... ان دونوں زمانہ میں تقوی و توکل اور حسن و اخلاق و سلوک۔ صبر و تحمل۔ عدل و انصاف اور صدق و امانت خوب تھی ...... اللہ جل شانہ آپکو اور آپکے بچوں کو دینی و دنیاوی ترقیات عطاء فرمائے ...... اور آپکی ہر شر و فتنہ سے حفاظت فرمائے ...... اور اپنے محبوب بندوں میں شامل فرمائے آمین (اے ۲ : ۱۶ از ماہنامہ الاسلام اولاد و نسل نمبر)

شریعت اسلامیہ کیا ہے؟

حکیم الامت مجدد الملت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی علیہ الرحمتہ نے فرمایا

﴿۱﴾...... بندگی یہ ہے کہ مسلمان اس بات پر آمادہ ہو جائے کہ چاہے میرا نفع ہو یا نقصان اور میری مرضی کے مطابق ہو یا مخالف...... وہی کرونگا (اور کہونگا) جو شریعت کا حکم ہوگا۔

﴿۲﴾...... شریعت کا مقصود یہ ہے کہ اللہ تعالی کے بندے اور غلام بن کر رہو...... جہاں وہ آزادی دیں آزاد رہو اور جہاں وہ پابند کریں...... پابند ہو جاؤ۔

﴿۳﴾ ہمارے اعمال کا قبلہ وکعبہ جناب رسول کریم ﷺ کے اعمال ہیں۔ جس عمل کا رخ اس قبلہ کیطرف ہوگا...... وہی مقبول ہوگا۔ پس! ہمارے ظاہر کا قبلہ پیغمبر ﷺ کا ظاہر اور باطن کا قبلہ پیغمبر ﷺ کا باطن ہے

﴿۴﴾ اگر تم نے رسول اللہ ﷺ کو رسول مان لیا تو پھر ان کی ہر بات کو (جو سلف صالحین اور وارث الانبیائبتلاتے ہیں) بلاچون وچرا ماننا پڑیگا اور (تمہیں) یہ کہنے کا حق نہ ہوگا کہ ہماری عقل میں یہ بات نہیں آتی (اور یہ اور وہ فائدے دکھائی دیتے ہیں)...... ورنہ اسکے معنی یہ ہیں کہ تم نے ابھی رسول اللہ ﷺ کو (اللہ تعالی) کا رسول ہی نہیں سمجھا (اور مانا) ہے۔...... اللہ پاک عمل کی توفیق بخشے آمین...... (ت ۴: ۱۹)

حکمت کی باتیں

ایکبار آپ نے بڑی پیاری اور حکمت کی بات فرمائی کہ...... بعض اوقات گنجائش پر عمل کرنے سے دین کی اور دنیا کی بڑی آفت کھڑی ہو جاتی ہے۔

ایکبار فرمایا کہ جہاں کہیں دین کی کسی بات میں اختلاف ہو تو احتیاط کا پہلو اختیار کرنا چاہیئے اور مثالا فرمایا کہ اگر کچھ لوگ یوں کہیں کہ قبر میں عذاب کچھ بھی نہیں اور بعض کہیں کہ عذاب قبر ہے تو احتیاط اسی میں ہے کہ نیک عمل کر کے جائیں تاکہ مصیبت اٹھانی نہ پڑے۔ اگر قبر میں پہنچ کر معلوم ہو کہ عذاب قبر ہے تو کچھ بھی نہ ہو سکے گا...... اسی طرح تراویح کی رکعات کے اختلاف کے بارے میں فرمایا کہ ۲۰ رکعتیں پڑھی جائیں تاکہ بعد میں پچھتانا نہ پڑے۔ اگر آٹھ رکعت پڑھی اور بعد میں معلوم ہوا کہ بیس تھیں تو کیا کرو گے؟ (مفہوم)

(ت ۴: ۱۹)

مستورات کی جماعت کے بارے ۹۹ فیصد علماء و فقہاء ناجائز کہتے ہیں

شریعت نام ہے

اللہ تعالی کے احکام کے سامنے گردن جھکانا

حضرت مولانا ابوالکلام آزاد رحمتہ اللہ

شریعت عبارت ہے ان تمام احکام کلی وجزوی اور اصولی وفروعی سے جو قرآن مجید میں بیان کئے گئے اور جن کو محمد رسول اللہ ﷺ نے بدعوائے وحی پیش کیا' پس: احکام قرآنی کے کسی ایک جزء کا انکار بھی اسکے تمام کا انکار ہے اور اس شخص کو اپنے تئیں مسلمان کہنے کا حق حاصل نہیں جو احکام قرآنی میں سے کسی جزئی یا فروعی حکم کا بھی منکر ہو۔ پس: لڑکیوں کا ترکہ بنص صریح قرآنی ثابت ہے (للذکر مثل حظ الانثیین) اور جو شخص یا قوم اس سے منکر ہے اسکا وہی حکم ہے جو سیدنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ کی آغاز خلافت میں منکرین زکوۃ کا تھا۔ انکی مثال ان منافقین کی سی ہے جو کہتے ہیں کہ

نومن ببعض ونكفر ببعض ويريدون ان يتخذوا بين ذالك سبيلا (النساء ۴:۱۵۰)

ایک ملک کے مسلمانوں کا اور علی الخصوص علماء کا فرض ہے کہ جسقدر سعی انکی اصلاح اور اس حکم شریعت کے احیاء میں ہو سکے اس سے دریغ نہ کرے۔ ابتداء میں وسائل حسنہ عمل میں لائیں' باز نہ آئیں تو کچھ مضائقہ نہیں۔ اگر مصلحتہ سختی اور درشتی سے بھی کام لیں اور انکے ساتھ کھانا پینا اور شادی غمی کی شرکت بالکل بند کردیں۔ آجکل کے زمانے میں احیاء شریعت کیلئے سب سے بڑی ضرورت اسی شئے کی ہے

الحب فى الله والبغض فى الله (یعنی محبت اور بغض دونوں اللہ ہی کے لئے ہو)

اعظم بنیاد ایمان سے ہے۔ یاد رکھنا چاہیئے کہ موجودہ دور اسلام کیلئے انتہائی درجے کی غربت کا دور ہے۔ اسوقت ہزاروں نمازوں اور روزوں سے بڑھ کر عبادت یہ ہے کہ شریعت کی کوئی مٹی ہوئی نشانی بھی زندہ کردی جائے' فی الحقیقت یہ کم از جہاد فی سبیل اللہ نہیں۔ زہے قسمت اس بلند طالع کے جسکو احیائے شریعت کی توفیق بارگاہ الہی سے مرحمت فرمائی جائے (از ماہنامہ انوار مدینہ لاہور بحوالہ الہلال ۶ اکتوبر ۱۹۱۲)

(ت ۴: ۱۹...... اقوال ۶: ۳۱)

قرآن کریم کی اصلی و حقیقی معرفت

حضرت مولانا ابوالکلام آزاد رحمتہ اللہ نے فرمایا کہ: اگر ایک شخص مسلمانوں کی تمام موجودہ تباہ حالیوں اور بدبختیوں کی علت حقیقی دریافت کرنا چاہے اور ساتھ ہی یہ شرط بھی لگادے کہ صرف ایک ہی علت اصلی بیان

(باقی ص ۲۳ پر)